بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث
بیاد
حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
ہفت روزہ
اہلِ حدیث
لاہور
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان
مسلکِ اہلحدیث کا داعی
جلد: 47 | 21 تا 27 رجب 1437ھ 29 اپریل تا 5 مئی 2016ء | شمارہ: 18

نسواں بل

نام نہاد بل پر حکومت سے کسی قسم کی کوئی ڈکٹیشن نہیں لیں گے۔ امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

ماہِ رجب

حرمت وفضیلت پر گفتگو!

دینی مراکز

دہشت گردی کو مدارس دینیہ سے منسلک نہ کیا جائے!

علماء کرام

حقیقی معنوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث کے وارث!

قرآن و سنت کی روشنی میں

- لڑکی کو ناپسندیدہ شخص سے شادی پر مجبور کرنا؟!
- کیا منہ بولا بیٹا محرم بن سکتا ہے.....؟!
- لاپتہ خاوند کی بیوی کیا کرے.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

عدل

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ (النحل)

''اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور رشتہ داروں کے ساتھ (اچھا) سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

کلام اللہ کا اعجاز ہے کہ مختصر سے جملوں میں اقوام وملل کی ترقی کے چیدہ چیدہ ضوابط اور تنزلی کے اوصاف رذیلہ کو بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ آیت مذکورہ کے مختصر سے فقرہ میں تین ایسی چیزوں کا حکم دیا گیا ہے جن کی کسی بھی معاشرہ میں موجودگی افراد معاشرہ کو عزت ووقار کی ان بلندیوں پر لے جاتی ہے جہاں کینہ، حسد، عداوت اور تفرقہ نام کے الفاظ بھی غیر مانوس ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے پہلی چیز عدل ہے۔ اس سے مراد بعض اسلاف کے نزدیک توحید ہے۔ جبکہ بعد میں آنے والے مفسرین نے اس سے مراد اللہ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں ذمہ داری اختیار کرنے کو لیا ہے۔ اللہ کے حقوق میں سے سب سے بڑا حق اس ذات کو الوہیت، ربوبیت وصفات باری میں واحد ماننا بھی ہے۔ گویا عدل یہ ہے کہ پوری ذمہ داری کے ساتھ بندہ مالی، بدنی اور ان دونوں پر مبنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرے جو اللہ نے اس پر واجب کیے ہیں۔ عدل ایک ایسی صفت ہے جو معاشرہ میں توازن اور تناسب قائم کرنے کی وجہ بنتا ہے۔ اسی لیے عدل قائم کرنے کا حکم قرآن پاک میں بار بار دیا گیا ہے:

﴿وَ إِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾ (النسآء: 58)

''اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت اللہ تعالیٰ تمہیں فرما رہے ہیں۔''

﴿وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوْا﴾

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے۔''

اپنے خالق و مالک، اللہ کے حقوق کے ساتھ عدل کرنے کی بدولت انسان میں خود بخود مخلوق کے ساتھ بھی عدل وانصاف والا رویہ پروان چڑھے گا اور انسان قلب سلیم کی صفت سے متصف ہوگا:

﴿اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ (المآئدۃ: 8)

''عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔''

اسی طرح اگر ناگزیر صورت حال میں بدلہ کی نوبت آجائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم فطرت قلب سلیم کے برعکس اپنی خواہشات کے مطابق زیادتی پر اتر آؤ بلکہ چاہیے کہ:

﴿وَ إِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ (النحل: 126)

''اور اگر بدلہ لو بھی تو صرف اتنا کہ جس قدر تم کو صدمہ پہنچایا گیا ہو۔''

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

نکاح میں ولی کی شرط

[عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ". ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. "فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ.] (أبوداود)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے۔'' یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔ ''پس جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو حکومت اس کی ولی ہوگی۔'' (ابوداود)

نسل انسانی کی بقا اور عصمت وعفت کی حفاظت کے لیے اسلامی شریعت میں نکاح کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کے ایک گروہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''جو تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کر لینا چاہیے اور جس کو نکاح کے وسائل حاصل نہیں ہیں وہ روزے رکھے تاکہ اس کی نگاہ نیچی ہو جائے۔''

ذکر کردہ حدیث میں آپ ﷺ نے تعلیم فرمائی کہ کوئی خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے۔ جس نے اپنے ولی، وکیل یا سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔ تاکید کے لیے حضور اکرم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ تنہا ولی کی اجازت کافی نہیں، بلکہ جس خاتون کا نکاح ہو رہا ہے اس کی اجازت اور رضامندی بھی ضروری ہے۔ اسلام نے یہ کڑی شرط اس بنا پر لگائی کہ کوئی دوشیزہ اپنے باپ کی پگڑی اور اپنی ماں کے دوپٹے پر قدم رکھ کر رنگ رلیاں نہ منا سکے۔

جن لوگوں نے ولی کی شرط کو ختم کر کے عورت کو اپنی مرضی اور پسند کی شادی کرنے کی اجازت دے رکھی ہے وہ فرمان رسول ﷺ کی واضح مخالفت کر رہے ہیں اور ایک ملتانی مفتی نے تو یہ فتویٰ جاری کر دیا ہے کہ ایک نوجوان جوڑا اپنی پسند کے مطابق کسی بھی دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کر لیں تو یہ نکاح جائز ہوگا۔ یہ فتویٰ اس حد تک شر انگیز ہے کہ اس سے بدکاری کا راستہ کھلتا ہے اور خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ جائے گا، ایسے نکاح کی صورت میں اولاد کی حیثیت کیا ہوگی اور اگر خدانخواستہ طلاق کی نوبت آئی تو اس خاتون کو کہاں جگہ ملے گی؟ شریعت نے ولی کی شرط لگا کر بے حیائی کے اس راستے کو بند کر دیا ہے مگر کچھ لوگ اپنے مفادات کے لیے اس شرط کو اہمیت نہیں دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے برائی کا ہر رستہ بند کر دیا ہے۔ فرمایا کہ ''اگر کسی عورت کا کوئی سرپرست نہیں ہے تو حاکم وقت اس کا ولی ہوگا۔'' اس کے مشورے اور اجازت سے اس خاتون کا نکاح کیا جائے گا۔ نکاح کو آسان بنانے کا یہ طریقہ کہ ولی کی شرط کو ختم کر دیا جائے بے حیائی اور بدکاری کو دعوت دینا ہے۔ نکاح کو آسان بنانے کے لیے جہیز کی لعنت کو ختم کیا جائے اور بے کار ہندوانہ رسومات سے اجتناب کیا جائے۔

علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی!

وطن عزیز جس تیزی کے ساتھ اخلاقی انحطاط اور جنسی آوارگی کا شکار ہو رہا ہے اور جس رفتار سے ہمارے ہاں دہشت گردی' فرقہ واریت' ڈاکہ زنی' اغوا اور دیگر جرائم کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے ہر باشعور اہل وطن کا مبتلائے تشویش ہونا ایک فطری امر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہم ایک اسلامی' جمہوری اور فلاحی ریاست کے باسی اور امن وآشتی کے علمبردار مذہب اسلام کے پیروکار ہیں۔ ہمارے معاشرے میں قتل وغارت گری' لوٹ مار' دروغ گوئی' بد دیانتی اور ملاوٹ کی بہتات باعث تعجب اور لمحۂ فکریہ ہے۔ اسلام وہ دین قیم ہے' اسے اپنانے والے مجرم مصلح اور قاتل' امن وسلامتی کے پیامبر بن گئے۔ وہ دین جس نے ایک مسلمان کی عزت وحرمت کو کعبۃ اللہ سے گراں تر قرار دیا ہے' آج وہ اپنی عزت وآبرو اور جان ومال کے تحفظ کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں' قتل وغارت گری کی وارداتیں اس قدر عام ہوگئی ہیں کہ ظالموں کے لیے پانچ دس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا بائیں ہاتھ کا کھیل بن چکا ہے۔ ملک میں ناجائز اسلحہ کوئی کم یاب شے نہیں رہا۔ ایسے حالات میں حکومت کو اس کے محرکات اور اسباب پر غور وفکر کرنا چاہیے اور جرائم کی بیخ کنی اور روک تھام کے لیے پورے وسائل اور تدابیر بروئے کار لانی چاہئیں اور ذمہ دار اداروں کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی تساہل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ نیز ملک دشمن بیرونی ایجنسیوں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں بھارت کے نیول آفیسر کلبھوشن یادیو کو گرفتار کیا گیا ہے جس کا مشن علیحدگی پسندوں سے تعاون' فنڈنگ اور دہشت گردوں کی تربیت کرنا تھا۔ اس کے لیے ایک پورا نیٹ ورک قائم ہے۔ اس نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔ لہٰذا مجرم کو قرار واقعی سزا دینی چاہیے اور اس کے نیٹ ورک کو بھی ختم کر کے حقیقی صورت سامنے لانے کی ضرورت ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس وقت اسلامیان عالم بہت سے مسائل اور مشکلات سے دو چار ہیں۔ دنیا میں اس وقت ساٹھ سے زیادہ مسلمانوں کی مملکتیں موجود ہیں مگر ان میں اتحاد نہیں۔ اس کے برعکس "الکفر ملة واحدة" کی صورت میں اس نے مسلمانوں پر ظلم وستم کی کارروائیاں برپا کر رکھی ہیں۔ اس کے باوجود ہم ان کے وسائل کی طرف ملتجانہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں اپنے گھر کے خزینوں اور دفینوں کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ دنیا ہماری محتاج تھی اور ہم پوری دنیا میں بھلائیاں تقسیم کرتے اور اچھائیاں بانٹا کرتے تھے۔ تب ہمارے کپڑوں میں ٹاٹ کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی اونٹوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ لیکن یورپ کے بادشاہوں کے سفیر اور یونان کے حکماء اور فلسفیوں کے تلامذہ ہمارے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے اور ہم سے علم ودانش اور عدل وانصاف کے دساتیر کی بھیک مانگا کرتے تھے اور آج ہم محلات میں رہتے' حریر وکمخواب پہنتے اور فضاؤں میں اڑ رہے ہیں لیکن فکر ودانش' ٹیکنالوجی اور جدید ایجادات کے لیے دوسروں کے محتاج ہیں اور کشکول ہاتھ میں لیے کبھی مشرق اور کبھی مغرب کی طرف دیکھتے ہیں۔

عرصہ ہوا آسٹریلیا کے دارالحکومت سڈنی میں دولت مشترکہ کے ماہرین قانون کی ایک کانفرنس میں دیگر مسائل کے علاوہ دنیا میں بڑھتے ہوئے جرائم پر بھی غور وخوض ہوا اور ان کی روک تھام کے لیے تجاویز پیش ہوئیں۔ ایک عیسائی قانون دان نے واضح طور پر اعلان کیا کہ "پوری دنیا میں عموماً اور یورپ میں خصوصاً جرائم کی رفتار میں اضافے کا سبب وہاں رائج قوانین کی خامیاں ہیں جن سے جرائم ختم نہیں ہوتے۔ ان کی روک تھام اور کمی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اسلام کے قوانین کو نافذ کر دیا جائے۔ اس کی زندہ مثال مملکت سعودی عرب ہے کہ دنیا میں سب سے کم پولیس رکھنے کے باوجود اسلامی تعزیرات وحدود کے نفاذ نے اسے پوری دنیا کا سب سے کم جرائم والا خطہ اور امن وامان کا گہوارہ بنا دیا ہے۔"

یہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک انتہائی جدید' ترقی یافتہ اور تمام ادوار کے تقاضوں کو پورا کرنے والا دین ہے اور اس کا دائرۂ اثر ونفوذ کسی خاص مکاں تک محدود ہے اور نہ کسی زماں تک' بلکہ ایک ایسا آفاقی وعالمگیر دین ہے جس کی ہدایات وتعلیمات تمام اقوام' تمام زمینوں اور تمام زمانوں پر محیط اور قابل عمل ہیں۔ اسلام آج بھی چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی اسی طرح تابندہ ودرخشندہ ہے جس طرح عہد رسالتؐ میں تھا۔ جب بھی کسی قوم اور کسی بھی خطۂ ارض پر اسے نافذ کیا گیا تو وہ قوم بلند وبالا ہوگئی اور جنہوں نے اس سے رشتہ توڑ لیا اور اس کے ضابطۂ حیات کو ماننے

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
علماء کا مقام ومرتبہ.....(خطبہ حرم)	6
ماہ رجب کی حرمت	10
تحفظ نسواں بل.....نقد وتجزیہ	11
دینی مراکز اور دہشت گردی	14
فقیہ مدینہ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق	16
رد قادیانیت.....علماء اہلحدیث کی خدمات	19
یاد رفتگان.....شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ	20
طب وصحت	22
اخبار الجماعۃ	24

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ "اہل حدیث"
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون 042-37725525 فیکس 042-37720257
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ ..... 600/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 650/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 6000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

مینیجر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "دلکشر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

سے اعراض کیا پستی وذلت اس کا مقدر بن گئی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر ہمارا پختہ ایمان ہے اسی طرح ہمارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ دنیا میں ظلم وستم کے اندھیرے تبھی چھٹ سکتے ہیں' امن وامان کی قدریں تبھی پنپ سکتی ہیں' دہشت گردی سے پاک صبح تبھی طلوع ہو سکتی ہے اور دنیا کے جملہ مسائل تبھی حل ہو سکتے ہیں جب اس دھرتی پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہو جائے گا۔ علامہ اقبال نے درست کہا ہے ع علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

نسواں بل پر دینی جماعتوں اور حکومتی مذاکرات کا پہلا دور مکمل حکومتی ڈکٹیشن نہیں لیں گے۔

متنازعہ اور قرآن وسنت سے متصادم شقوں کی نشاندہی کر دی۔ حکومتی کمیٹی سے ۱۱ سو خطوط کا خلاصہ مانگا ہے۔ پروفیسر ساجد میر

لاہور ..... تحفظ حقوق نسواں بل پر دینی جماعتوں اور حکومتی کمیٹی کے درمیان مذاکرات کا پہلا دور مکمل ، بل کے ابتدائی چار سیکشنز اور اسکی ذیلی شقوں پر تفصیلی تبادلہ خیال، تفصیلات کے مطابق آج تحفظ نسواں بل پر دینی جماعتوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جائزہ لینے کے لیے دینی جماعتوں اور حکومتی کمیٹی کے درمیان مذاکرات کا پہلا دور مکمل ہو گیا۔ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہونے والے اجلاس میں دینی جماعتوں کی کمیٹی کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر اپنے ارکان مولانا اسد اللہ بھٹو، کامران مرتضیٰ جبکہ حکومتی کمیٹی کی طرف سے سیکرٹری سوشل ویلفیئر، ڈپٹی سیکرٹری لاء کے علاوہ مولانا زاہد قاسمی، مولانا غلام محمد سیالوی، ڈاکٹر راغب نعیمی اور پیر محفوظ مشہدی شریک ہوئے جبکہ وزیر اعلیٰ کے قانونی مشیر سلمان صوفی امریکہ سے ویڈیو لنک پر موجود تھے۔ اجلاس میں دونوں طرف سے بل کے نکات پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ بل کے متعلق دینی جماعتوں کی قائم کردہ کمیٹی کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے دفتر 106 راوی روڈ پر میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے بل کے ابتدائی چار سیکشنز اور اسکی ذیلی شقوں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور اس میں متنازعہ اور قرآن وسنت سے متصادم شقوں کی نشاندہی کی۔ اجلاس میں حکومتی کمیٹی ہمیں بریفنگ دینا چاہتی تھی مگر ہم نے بریفنگ نہیں لی نہ ہی ہم ڈکٹیشن قبول کریں گے۔ ہم نے موقف اختیار کیا کہ بل کی شقوں پر ترتیب وار بحث کی جائے جو چیزیں ہمیں متنازعہ لگیں گی ساتھ ساتھ نشاندہی ہوتی جائے گی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم نے تحفظ نسواں بل کے بارے میں حکومتی کمیٹی پر واضح کیا ہے کہ قرآن وسنت سے متصادم شقیں واپس لینا پڑیں گی۔ آج کے اجلاس میں ہم نے براہ راست ایسی شقوں کی طرف نشاندہی کی ہے۔ حکومت نے 11 سو علماء کو خط لکھے جس کے جواب میں 200 خطوط کا جواب آیا۔ ہم نے کمیٹی سے کہا ہے کہ وہ گیارہ سو خطوط کو اکٹھا کرے اور اس میں تکرار ختم کر کے اس کا خلاصہ ہمارے سامنے لایا جائے۔ ہم نے حکومتی کمیٹی پر زور دیا کہ وہ اس معاملے کو جلد کسی طرف لگائے۔ ہمارے نزدیک بل کی تیار ی میں ایک ماڈرن مغرب زدہ عورت کو سامنے رکھا گیا جس میں مرد کے حقوق اور اسکی شرعی فوقیت بری طرح نظرانداز کی گئی ہے۔ اس کی ہر ہر شق عورت کے ارد گرد گھومتی اور مرد کو دینی اور آئینی برتری تو کجا اسکے شرعی حقوق کو بھی دبا دیا گیا ہے۔ اس بل کی شقوں کے بغور مطالعہ کے بعد مردوں کے حقوق کے لیے ایک الگ بل کی ضرورت کا احساس جنم لے رہا ہے۔ اس میں اکثر سزائیں عدالت کی صوابدید پر چھوڑی گئی ہیں۔ ان کے لیے مناسب شہادت کا اہتمام ہے اور نہ ذکر۔ لہٰذا کرپشن کے نتیجے میں عدالت کوئی بھی حکم صادر کر سکتی ہے۔ ہم اس یکطرفہ بل کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بل مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ پانامہ لیکس سے شائد حکومت کی جان چھوٹ جائے مگر تحفظ حقوق نسواں بل میں قرآن وسنت سے متصادم شقوں کی واپسی تک حکومت کی جان نہیں چھوٹے گی۔

آئین وقانون کی بالا دستی پارلیمنٹ' عدلیہ اور فوج سمیت ہر ادارے پر فرض ہے۔ حافظ عبدالستار حامد

لاہور ..... پاکستان کو آئین کی بالا دستی سے ہی مضبوط' مستحکم اور متحد کیا جا سکتا ہے۔ آئینی خلاف ورزیوں کا راستہ روکنا جمہوریت کے تحفظ کے لیے ناگزیر ہے۔ آئین وقانون کی بالا دستی حکومت' عدلیہ' پارلیمنٹ اور فوج سمیت ہر ادارے پر فرض عین ہے۔ ان خیالات کا اظہار پروفیسر عبدالستار حامد امیر پنجاب' میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ پنجاب نے مرکز 106 راوی روڈ لاہور میں فیصل آباد ڈویژن سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ پانامہ لیکس بین الاقوامی سازش ہے محض الزامات کی بنیاد پر شور شرابا مفاداتی سیاست کا آئینہ دار ہے۔ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خاں بیرونی طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا نہ بنیں۔ ان کا رائیونڈ جاتی عمرہ میں وزیر اعظم ہاؤس کے گھیراؤ کا اعلان غیر اخلاقی ہے۔ پاکستان کسی بھی گھیراؤ جلاؤ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ عمران خاں پہلے الزامات ثابت کریں اور پھر استعفیٰ کا مطالبہ کریں۔ انہوں نے راجن پور چھوٹو گینگ کے ہاتھوں پولیس اہلکاروں کو یرغمال بنانے اور ان کو جان سے مارنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مٹھی بھر عناصر کا قانون شکنی اور جرائم کی ریاست بسانا لمحہ فکریہ ہے۔ حکومت ایسے ملک دشمن مجرموں اور ڈاکوؤں کا قلع قمع کرے اور ان کے سہولت کاروں کو بھی کیفر کردار تک پہنچائے۔

احکام و مسائل

ابو محمد عبدالستار الحماد
مرکز الدراسات الاسلامیہ
Mob : 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com

لڑکی کو ناپسندیدہ شخص سے شادی پر مجبور کرنا

سوال میں ایک کالج میں بی اے کی طالبہ ہوں' مجھے میرے والدین ایک ایسے شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کرتے ہیں جو مجھے انتہائی ناپسند ہے' کیا مجھے والدین کی اطاعت کرتے ہوئے ایسے شخص سے نکاح کر لینا چاہیے جسے میں پسند نہیں کرتی ہوں؟

جواب دین اسلام میں صحت نکاح کے لیے کئی ایک شرائط ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ لڑکی بھی رضا مند ہو۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شوہر دیدہ کی شادی اس کے مشورہ کے بغیر نہ کی جائے اور نہ ہی کنواری لڑکی کا نکاح اس سے اجازت لیے بغیر کیا جائے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی اجازت یہ ہے کہ وہ پوچھنے پر خاموش رہے۔'' (بخاری' النکاح: ۵۱۳۶)

اس حدیث پر امام بخاریؒ نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ''باپ یا کوئی دوسرا سرپرست کنواری اور بیوہ کا نکاح اس کی رضا مندی کے بغیر نہ کرے۔'' (بخاری' النکاح' باب نمبر ۴۲)

اس حدیث کی بناء پر اگر کوئی لڑکی کسی سے نکاح نہیں کرنا چاہتی تو اسے اس سے نکاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور اس اقدام پر اسے نافرمانی شمار نہیں کیا جائے گا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ والدین کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی بچی کا نکاح ایسے شخص سے کریں جسے وہ نہیں چاہتی' اگر وہ نکاح سے رک جاتی ہے تو وہ نافرمان شمار نہیں ہوگی۔ (الاختیارات: ص ۲۴۴)

امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں ایک مزید عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''جب کوئی اپنی بیٹی کا زبردستی کہیں نکاح کر دے تو ایسا نکاح مردود ہے۔'' (بخاری' النکاح' باب ۴۳)

پھر اس عنوان کو ثابت کرنے کے لیے ایک حدیث لائے ہیں کہ خنساء بنت حرام رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے باپ نے ان کی مرضی کے بغیر کر دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو مسترد کر دیا تھا۔ (بخاری' النکاح: ۵۱۳۸)

بہر حال شریعت نے افراط و تفریط کے درمیان اعتدال کا راستہ اختیار کیا ہے کہ نہ تو عورت کو کھلی آزادی دی ہے کہ وہ جب چاہے جہاں چاہے اپنا نکاح خود کر لے اور نہ ہی وہ اس قدر مجبور ہے کہ اس کا سرپرست جب چاہے' جہاں چاہے اس کی مرضی کے بغیر اس کا عقد کر دے اور وہ مجبور ہو کر خاموشی سے اس کو قبول کر لے۔ صورت مسئولہ میں والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی بچی کو اعتماد میں لیں اور اسے دلائل کے ساتھ قائل کر کے پھر اس کا نکاح کریں۔ واللہ اعلم!

لاپتہ خاوند کی بیوی کیا کرے؟!

سوال ہم نے اپنی بچی کا نکاح ایک شخص سے کیا تھا' لیکن وہ عرصہ دو سال سے لاپتہ ہے' تا حال تلاش بسیار کے باوجود اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا' ہم بہت پریشان ہیں' شریعت میں اس قسم کی مشکل کا کیا حل ہے؟ آگاہ فرمائیں۔

جواب جو شخص گم ہو جائے اور اس کی کوئی خبر نہ ملے تو اسے مفقود الخبر کہا جاتا ہے۔ مفقود الخبر خاوند کے متعلق فقہ حنفی میں یہ حل لکھا ہے کہ اس شخص کی ۱۲۰ سال عمر ہونے تک اس کی بیوی انتظار کرے گی اس کے بعد وہ عدت وفات چار ماہ دس دن گذار کر عقد ثانی کر سکتی ہے۔ (ہدایہ' کتاب المفقود)

اتنی طویل مدت انتظار کرنے کے بعد اسے نکاح کرنے کی کیا ضرورت رہے گی؟ تاہم اس مظلومہ پر مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کو ترس آیا تو انہوں نے اس کے متعلق ایک کتاب لکھی جس کا نام ''الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ''

اس کتاب میں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فقہاء احناف کا موقف از روئے دلیل قوی اور نہایت احتیاط پر مبنی ہے' پھر فرماتے ہیں کہ کچھ متاخرین نے وقت کی نزاکت اور فتنوں پر نظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے' امام مالکؒ کے نزدیک مفقود الخبر خاوند کی بیوی کو چار سال تک انتظار کرنا ہوگا پھر عدت وفات چار ماہ دس دن کے بعد اسے عقد ثانی کرنے کی اجازت ہے۔ (حیلۃ ناجزہ: ص ۱۶۶)

امام مالکؒ کے فتویٰ کی بنیاد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ ہے' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''لاپتہ خاوند کی بیوی چار سال تک انتظار کرے گی پھر شوہر کے فوت ہونے کی عدت گذارے گی' پھر اس کے بعد اگر چاہے تو شادی کر لے۔'' (بیہقی: ج ۷' ص ۴۴۵)

لیکن امام بخاریؒ نے وسعت نظر کے پیش نظر اس کے متعلق ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''لا پتہ آدمی کی بیوی اور اس کے حال کے متعلق فیصلہ۔'' (بخاری' الطلاق' باب نمبر ۲۲)

اس کے بعد امام بخاریؒ نے دو مختلف اثر بیان کیے ہیں:

① سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ لڑائی کی صفوں میں گم ہو جائے تو ایک سال انتظار کرنے کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی' قیمت کی ادائیگی سے قبل اس کا مالک لا پتہ ہو گیا' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک سال انتظار کرنے کے بعد لونڈی کی قیمت بتدریج فی سبیل اللہ خرچ کر دی' خیال یہ تھا کہ فروخت کنندہ واپس آ گیا تو قیمت اسے دے دوں گا بصورت دیگر اسے اس کا اجر ملتا رہے گا۔ پھر امام بخاریؒ نے قیدی کے متعلق امام زہریؒ کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ اگر قیدی کا پتہ معلوم ہو تو اس کی بیوی کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں' بصورت دیگر وہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد آگے نکاح کر سکتی ہے۔ ان آثار کے بعد امام بخاریؒ نے یزید مولیٰ منبعث سے مروی ایک مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ گری ہوئی چیز اٹھانے والا ایک سال تک اس کا اعلان کرے۔ (بخاری' الطلاق: ۵۲۹۲)

ان آثار اور مرفوع حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ اس مسئلہ میں اس قسم کی مظلومہ کو امام مالکؒ سے بھی زیادہ رعایت دینا چاہتے ہیں کہ مفقود الخبر خاوند کی بیوی ایک سال انتظار کرنے کے بعد عدت وفات گذار کر عقد ثانی کر سکتی ہے۔

دور حاضر میں میڈیا کی برق رفتاری کے پیش نظر مظلومہ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ رعایت ہو سکتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان عورتوں کو تکلیف دینے کے لیے مت روکے رکھو تا کہ تم ان پر زیادتی کرو۔'' (البقرہ: ۲۳۱)

نیز فرمایا: ''تم ان عورتوں کے ساتھ معروف طریقہ کے مطابق زندگی بسر کرو۔'' (النساء: ۱۹)

لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ مفقود الخبر خاوند کی بیوی عدالت کی طرف رجوع کرے' عدالت اس خاوند کے متعلق تحقیق و تفتیش کرے گی اور پھر اس کی وفات کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گی' اس کے بعد عدت وفات گذار کر عقد ثانی کرنے کی مجاز ہو گی۔ عدالتی چارہ جوئی کے بغیر عورت کا کوئی بھی اقدام شرعاً ناجائز ہو گا۔ بہر حال اس سلسلہ میں ہمارا رجحان یہ ہے کہ جہاں صنف نازک کو ضرر محسوس ہو تو اس کی خلاصی کے لیے بواسطہ عدالت کوئی نہ کوئی راہ تلاش کرنا ہو گی کیونکہ اسے تکلیف دے کر روکے رکھنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اس سلسلہ میں امام بخاری کا موقف انتہائی وزنی اور عقل و نقل کے عین مطابق ہے۔ واللہ اعلم!

منہ بولا بیٹا محرم بن سکتا ہے؟!

سوال میں نے کچھ عرصہ قبل ایک لاوارث بچے کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا' جب میں اسے گھر لائی تو وہ دو سال کا تھا' میں نے اسے اپنا دودھ وغیرہ نہیں پلایا' اب وہ جوان ہے اور غلط صحبت کی وجہ سے مرزائی ہو چکا ہے' کیا وہ میرے لیے محرم کی حیثیت رکھتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب لاوارث بچوں کو منہ بولا بیٹا بنانا اور پھر اس سے حقیقی بیٹوں جیسا سلوک کرنا' یعنی بالغ ہونے کے بعد اس سے پردہ نہ کرنا' باقی رشتے داروں کے ساتھ اسے محرم کی حیثیت دینا' ہماری شریعت نے اس کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ اس رسم کو ختم کرنے کے لیے کئی ایک اقدامات کیے ہیں۔ لاوارث بچوں کے ساتھ تعاون اور ہمدردی ایک الگ موضوع ہے لیکن اسے حقیقی بیٹے کا نام دینا اور محرم کی حیثیت سے بے پردہ اس کے سامنے آنا اس کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔ محرم کے لیے درج ذیل تعلقات میں سے کوئی ایک تعلق قائم ہونا چاہیے:

① خونی رشتہ..... وہ باپ' بھائی یا بیٹا وغیرہ ہو یعنی اس کے ساتھ کوئی خونی تعلق ہو۔

② سسرالی رشتہ..... اس کے ساتھ نکاح ہو جائے یا سسرالی رشتہ قائم ہو جائے۔ مثلاً خاوند یا سسر وغیرہ۔

③ رضاعی رشتہ..... اسے دو سال کی عمر کے دوران کم از کم پانچ مرتبہ دودھ پلا دیا جائے۔

صورت مسئولہ میں سائلہ نے جس لاوارث بچے کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہے' اس کے ساتھ کوئی ایسا رشتہ قائم نہیں ہوا جس کے پیش نظر اسے محرم قرار دیا جا سکے۔ اس کے ساتھ نہ تو کوئی نسبی تعلق ہے اور نہ ہی رضاعی' نیز اس کے ساتھ جوان ہونے کے بعد کوئی سسرالی رشتہ بھی قائم نہیں ہوا۔ ایسے حالات میں اسے اپنے گھر میں رکھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن وہ مرتد ہو کر مرزائی بن چکا ہے تو پھر اس کے ساتھ تعلق رکھنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

ہمارے رجحان کے مطابق کسی لاوارث کو منہ بولا بیٹا بنانا محض ایک تکلف ہے اور اسے حقیقی بیٹے کا مقام دینا پھر نسبی طور پر اسے خاندان میں شامل کر کے اپنے نام پر ولدیت لکھوانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اس سے پردہ نہ کرنا کئی ایک قباحتوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے' جیسا کہ ہمارے سامنے اس طرح کے کئی ایک واقعات بھی ہیں۔ لہٰذا ایسے لاوارث بچے کا سہارا ضرور بننا چاہیے اور مالی طور پر اس کا تعاون بھی کرنا چاہیے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے سے اپنے ہاں اجر و ثواب سے نوازے گا لیکن اسے حقیقی بیٹے کا مقام نہ دیا جائے۔

علماء کا مقام و مرتبہ

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن حمید حفظہ اللہ

مترجم —— جناب محمد اجمل بھٹی/ جناب عاطف الیاس
تلخیص —— جناب حافظ یوسف سراج
تاریخ —— 8 رجب 1437ھ/ 15 اپریل 2016ء

حمد وثناء کے بعد:

لوگو! میں اپنے آپ کو اور آپ سب کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے، اللہ سے ڈرتے رہو۔ آپ کا رزق کوئی دوسرا نہیں لے سکتا۔ چنانچہ مطمئن رہو۔ آپ کا کام کوئی دوسرا نہیں کرے گا۔ چنانچہ اپنا کام خود کرو اور اس میں سنجیدگی دکھاؤ۔ آپ کا رب آپ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کی حیا کرو، کوئی شک نہیں کہ موت آنے والی ہے۔ اس کے لیے تیاری کرو۔ اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے، سن کر سمجھنے، سمجھ کر جاننے اور جان کر عمل کرنے والوں میں سے ہو جاؤ!

عبادت سے دل پاک ہو جاتا ہے اور ظاہری اور باطنی بیماریاں کافور ہو جاتی ہیں۔ عبادت نماز روزے ہی کا نہیں بلکہ عبادت احکام الٰہی پر ثابت قدم رہنے اور حرام اشیا سے بچنے کا بھی نام ہے۔ صبر وتحمل کے ساتھ حرام اشیا سے بچے رہنا عذاب الٰہی پر صبر کرنے سے یقیناً آسان ہے۔

جو شخص دنیا کے حادثات اور مصیبتوں سے نصیحت حاصل کر لیتا ہے، اسے پھر دوسرے خطبوں اور نصیحتوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (التغابن)

''جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو، اور سنو اور اطاعت کرو، اور اپنے مال خرچ کرو، یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے جو اپنے دل کی تنگی سے بچ گئے بس وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

اے مسلمانو! مشکلوں، مصیبتوں اور مصائب سے دلوں کی کدورتیں دور ہو جاتی ہیں۔ مسلمان حق کا پابند ہے، اخلاص اس کی سواری ہے اور سچائی اس کا طریقہ ہے۔ حق کی اس راہ پر عظیم شخصیات نے اپنا سفر مکمل کیا۔ ایسے بلند مقام افراد کہ جو مشکلوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں، جو آزمائشوں کے وقت حق پر قائم رہتے ہیں، جو فتنوں اور سخت آزمائشوں کو پہچانتے ہیں، ان کے متعلق لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں اور صبر سے کام لیتے ہیں۔ یہ لوگ شریعت مطہرہ کے علما ہیں، اللہ ان کا مقام ومرتبہ بلند فرمائے۔

علماء حق پر قائم اور ہدایت الٰہی پر کاربند رہتے ہیں، وہ ہمیشہ راہ راست پر قدم جمائے رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اطاعت کے کاموں میں حکمرانوں کی بھی اطاعت کرتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝﴾ (النساء)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہوئے! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔''

علماء حق پر قائم اور ہدایت الٰہی پر کاربند رہتے ہیں، وہ ہمیشہ راہ راست پر قدم جمائے رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اطاعت کے کاموں میں حکمرانوں کی بھی اطاعت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے اوصاف والے علماء کا مقام ومرتبہ بلند فرمایا ہے اور انہیں توحید پر گواہ ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (ال عمران)

''اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے' وہ انصاف پر قائم ہے' اُس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی الٰہ نہیں۔''

مسائل کے حل میں علما ہی رجوع کیے جانے کے لائق ہیں اور وہی مشکل معاملات سلجھانے والے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَسْـَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (النحل)

''جاننے والوں سے پوچھ لو اگر تم لوگ خود نہیں جانتے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝﴾ (المجادلة)

''جن کو علم بخشا گیا ہے، اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔''

مشکلوں، مصیبتوں' پریشانیوں اور سخت وقتوں میں انہی کی طرف لپکا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اُسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار لوگوں تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو اِن کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں'' (النساء)

ان کی مجلسیں خیر اور بھلائی کی، سمجھ داری اور علم سے بھرپور مجلسیں ہیں، غفلت سے پاک ہیں۔ یہ علما ہی ہیں جنہوں نے مسائل کے اصول تشکیل دیے اور حلال

وحرام کے قاعدے اور ضابطے مرتب کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کھانے پینے کی بہ نسبت لوگوں کو ان کی زیادہ ضرورت ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں: ''لوگوں کو علم کی کھانے پینے سے بھی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ کھانے پینے کی ضرورت تو دن میں دو یا تین مرتبہ ہوتی ہے تاہم علم کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔''

علماء کی بہترین تربیت کے ذریعے سے ہی لوگ نکھرتے ہیں، انہی کی اچھی نصیحت سے کوتاہی برتنے والے لوٹ آتے ہیں، انہی کی حکمت سے ایمان کی قوت ظاہر ہوتی ہے، مشکلوں اور مصیبتوں کے وقت انہی کا موقف درست معلوم ہوتا ہے۔ بندوں کے یہی حقیقی رہنما ہیں۔ ملک کے یہی حقیقی ہیرو ہیں۔ رحمٰن کے یہی دوست ہیں۔ شیطان کو یہی غیض وغضب دلانے والے ہیں۔

امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں: ''اگر اللہ کے دوست علماء نہیں تو پھر اللہ کا دوست کون ہے؟''

ان کا سامان وفات کے بعد بھی باقی رہتا ہے، ان کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ ان کی اتباع کرنے والوں کا اجر بھی ان کے حصے میں آتا ہے، ان کی مجلسوں پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، ان کی اجتماع گاہوں پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

جو علماء کی اطاعت کرتا ہے وہ فلاح پالیتا ہے۔ اور جو ان کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ گمراہی میں بھٹکنے لگتا ہے۔ علم درحقیقت انہی کے پاس ہے۔ بات انہی کی درست ہے۔ رائے انہی کی قیمتی ہے۔ یہی فتنوں کو پہچانتے ہیں اور ان کے مقابلے میں آتے ہیں، حق یہی بیان کرتے ہیں، شبہات کا یہی کا رد کرتے ہیں، اہل حق کے دلوں میں زندگی یہی پھونکتے ہیں اور گمراہوں کے دل انہی کی وجہ سے موت کا سامنا کرتے ہیں۔

قرآن پاک کی آیات کی ترتیب پر غور کیجیے۔ اللہ رب العزت نے پہلے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝﴾ (فاطر)

''اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اُس سے ڈرتے ہیں۔''

پھر فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝﴾ (البینة)

''یہ کچھ ہے اُس شخص کے لیے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔''

اور اس سے پہلے فرمایا:

﴿أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝﴾ (البینة)

''وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔''

علماء ایسے بابرکت لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی خیر سے محروم نہیں رہتا' بڑے بڑے مجمعوں اور زیادہ سے زیادہ کارکنوں کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی اور تعریف انہیں دھوکے میں نہیں ڈالتی۔

برادران اسلام! علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے، پھر صحابہ اس کے وارث ہیں جن کے بعد تابعین وارث بنے اور پھر یہ میراث نسل در نسل منتقل ہوتی گئی اور ہوتی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ اسے اٹھا نہیں لے گا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''جس دن عالم کو اپنے سے بڑا عالم مل جاتا ہے' تو وہ اسے غنیمت کا دن سمجھتا ہے۔ وہ اس سے پوچھتا اور مزید سیکھتا ہے۔ جب اسے اپنے سے نسبتاً کم عالم ملتا ہے تو اس کے ساتھ تواضع والا معاملہ کرتا ہے اور جب ہم پلہ عالم ملتا ہے تو اس کے ساتھ علم کی دہرائی کرتا اور بحث مباحثہ کرتا ہے۔''

اے مسلمانو! اہل علم سے محبت، بھلے الفاظ میں ان کا ذکر، ان کا دفاع، ان کے معصوم عن الخطا ہونے کا دعویٰ کیے بغیر ان کی عزت، غلطی کے وقت ان کی عزت ملحوظ رکھتے ہوئے نہ ٹوکنا، تعصب یا تشدد کے بغیر ان سے محبت کرنا دراصل توفیق الٰہی کی علامتیں ہیں۔ تاہم ان کی محبت میں آکر دوسروں کی حق بات ماننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان سے محبت علم، نیکی، تقویٰ، استقامت اور فضیلت کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے اور جہاں تک حق کی بات ہے تو وہ جہاں ملے وہیں سے لے لینا چاہیے۔

حدیث مبارک میں ہے:

''جو ہمارے شخص کی عزت نہ کرے، جو ہمارے بچے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ جانے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (مسند احمد۔ وطبرانی)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اہل علم کے ساتھ آنا جانا اور اٹھنا بیٹھنا دینی سمجھ بوجھ رکھنے کی علامت ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

''میں سیدنا عمرؓ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا تاہم دو سال تک ان کی ہیبت کی وجہ سے پوچھ ہی نہ پایا۔''

طاؤس بن کیسانؒ بیان کرتے ہیں:

''چار افراد کی عزت کرنا سنت ہے: عالم کی، بزرگ کی، حکمران کی اور باپ کی۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔''

مسلمانو! اہل علم کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے یا برے کام ان کی طرف منسوب کرنے سے بچا جائے کیونکہ ان کے متعلق وہ بات کرنا بدترین گناہ ہے کہ جس سے وہ مکمل طور پر بری ہوں۔

مسلمانو! اہل علم کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے یا برے کام ان کی طرف منسوب کرنے سے بچا جائے کیونکہ ان کے متعلق وہ بات کرنا بدترین گناہ ہے کہ جس سے وہ مکمل طور پر بری ہوں۔ جھوٹ اور بہتان کے ذریعے سے کی عزت پر حملہ کرنا انتہائی ملامت کا باعث ہے۔

حافظ ابن عساکرؒ بیان کرتے ہیں:

''اللہ مجھے اور آپ کو اپنی خوش نودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں تقویٰ اختیار کرنے والا بنائے۔ جان رکھو کہ علماء کا گوشت زہریلا ہے، ان کے مخالفین کو ناکام کرنا اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے۔ کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص علماء پر حملہ کرے اور پھر اللہ اسے معاف فرمائے، خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں جسم کی موت سے قبل اسے دل کی موت کا عذاب سہنا پڑ جائے۔''

امام ثعلبیؒ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو علماء کو حقیر سمجھتا ہے اس کی آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔''

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میرے دوستوں سے دشمنی کرنے والوں کے لیے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔''

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں: ''اللہ کے دوست علماء ہیں جو اللہ کی اطاعت پر قائم ہیں۔'' پھر انہوں نے فرمایا:

''عالم کو اذیت دینے والا نفس، مال یا اولاد کے معاملے میں کسی مصیبت میں نہ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ گیا۔ یاد رکھئے! مصیبت اس سے بھی بدتر ہو سکتی ہے جیسا کہ ایمان کی مصیبت۔''

اللہ کے بندو! اہل علم پر حملہ کرنے کی وجوہات بہت سی ہیں، جیسے حسد، خواہش نفس، تعصب یا ان کے مقابل خود کو عالم سمجھنا۔ اسی طرح کسی کا آلہ کار بن بیٹھنا۔ سمجھ لیجیے کہ علما کی عزت پر صرف گمراہ، جاہل، مذموم مقاصد کا حامل اور متعصب انسان ہی حملہ کر سکتا ہے۔

جان رکھو کہ معاشرے میں اگر اہل علم کا کردار نہ ہو یا ان کا کردار معمولی ہو تو معاشرے کو فورا یا بعد میں بدترین خطرات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ خاص طور پر میڈیا اور سوشل میڈیا کی جدید ٹیکنالوجی کے دور میں اور گمراہ کن لہروں اور غیر صحیح عقائد کے عالم میں۔

معاشرے کی ترقی توفیق الٰہی کے بعد علمائے شریعت کے ہاتھ میں ہے۔ جتنا یہ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیں گے یا جتنا اس معاملے میں ان کی طرف رجوع کیا جائے گا، جتنا ان کا احترام کیا جائے گا اور جتنا ان کی عزت واحترام کا لحاظ رکھا جائے گا اتنی ہی ترقی نصیب ہوگی۔ ان کا کردار کم کرنا در اصل معاشرے کی کمزوری کا باعث ہے۔ ان کا کردار کم کرنے کی صورت میں معاشرہ برائی، برائی کرنے والوں، گمراہی پھیلانے والوں اور نام نہاد ثقافتوں کا مقابلہ کرنے میں کمزور پڑ جائے گا، پھر لوگوں کی شناخت مسخ ہو جائے گی اور جہالت عام ہو جائے گی۔

جی ہاں! اللہ کے بندو! اگر علما کو امت کے معاملات سے بے دخل کر دیا گیا تو امت برباد ہو جائے گی، دشمنوں اور گھات لگا کر بیٹھے بدنیتوں کے لیے دروازہ کھل جائے۔ علماء کے بغیر لوگ بے علم ہیں، اگر علما نہ ہوں تو انسانوں کو شیطان لوگ اُچک لے جائیں اور انہیں گمراہیوں اور نفس پرستی میں مبتلا کر دیں۔ منافقوں اور لادینوں کے مقابلے میں راسخ العقیدہ اہل علم ہی آتے ہیں۔ جو علما کا اثر ورسوخ کم کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ در اصل نوجوانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں گمراہ کن فکری آندھیوں میں الجھانا چاہتا ہے اور حقیقت اس کا سب سے بڑا گواہ ہے۔

پیارے بھائیو! آج اہل علم کو بے دین اور پاگل لوگوں کی طرف سے حقیقتوں کو بگاڑ دینے والی مہموں اور بے اصل تمسخر کی لہروں کا سامنا ہے، کہیں طنز وتشنیع پر مبنی مضمونوں اور تصویروں کی شکل میں اور کہیں نا زیبا ڈراموں کی کہانیوں کی شکل میں۔

بھلا اس کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں عالم کی بات کا کوئی اثر رہے گا!؟ اگر بے وقوف بھی علماء کی توہین کریں گے اور وہ لوگ بھی علماء سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں تو بھلا پھر علماء کی عزت اور احترام کون کرے گا، ان کے فتووں اور ان کے احکام پر عمل کون کرے گا!؟

عالم کے وقار پر حملہ کرنا، اس کا رتبہ کم کرنا اس دروازے کو توڑ پھینکنے کے مترادف ہے جو لوگوں سے فتنوں اور برائیوں کو روکے ہوئے ہے۔ علماء اور امت کے عام افراد کے مابین رکاوٹیں ڈالنا یا علماء کو عام امت سے دور کرنا اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔

عالم کے وقار پر حملہ کرنا، اس کا رتبہ کم کرنا اس دروازے کو توڑ پھینکنے کے مترادف ہے جو لوگوں سے فتنوں اور برائیوں کو روکے ہوئے ہے۔ علماء اور امت کے عام افراد کے مابین رکاوٹیں ڈالنا یا علماء کو عام امت سے دور کرنا اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔

اللہ کے بندو! بہت سے اسلامی ممالک میں اہل علم خود منظر عام سے غائب نہیں ہوئے بلکہ انہیں منظر عام سے ہٹایا گیا ہے۔ علماء نے کوتاہی نہیں برتی تاہم انہیں اوجھل کر دیا گیا ہے۔ جاہل قائد بن گئے ہیں بلکہ جاہلوں کو قائد بنایا گیا ہے۔ اس سے بدتر یہ کہ لغو باتیں کرنے والے، بیہودہ، چھوٹی عقلوں، کھوکھلے الفاظ کے حامل اور سوشل میڈیا پر بے قیمت باتیں لکھنے والے معاشرے کے قائد بن بیٹھیں، ہیرو مانے جائیں اور انہیں نمونہ مانا لیا جائے!!

ہمتوں کی پستی سے، تنگ نظری سے اور عقلوں کے استحصال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔

بھلا آسمان کے تاروں، ہدایت کے علمبرداروں، اللہ کی حجتوں، بھلائی کا حکم دینے والوں، برائی سے روکنے والوں، مسلمانوں کے کام کرنے والوں، امت کی فکر رکھنے والوں، دین کے رکھوالوں اور علمائے اسلام کے سامنے ان لوگوں کی کیا حیثیت ہے؟ علمائے امت تو بگڑے معاملات سنوارتے ہیں اور کجی کو سدھارتے ہیں۔ لوگوں پر ان کے اثرات کیا عمدہ ہیں اور لوگ اس کے جواب میں کتنے کم ظرف ہوتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

''(کیا اس شخص کی روش بہتر ہے یا اُس شخص کی) جو مطیع فرمان ہے، رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہتا اور سجدے کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگاتا ہے؟ ان سے پوچھو، کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔'' (زمر:9)

دوسرا خطبہ:

حمد وثناء کے بعد:

برادرانِ اسلام! علمائے کرام معصوم عن الخطاء نہیں، ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ ان کی غلطیوں کی اصلاح ان کے ہم پلہ علماء ہی کریں گے۔ ہر پڑھے لکھے شخص کو ان کی غلطیاں نکالنے نہیں بیٹھ جانا چاہیے، نہ ان کی اصلاح کے لیے ہی کوشاں ہو جانا چاہیے۔ علمائے کرام میں اختلاف ہونا فطری بات ہے لیکن اسے کسی عالم کی توہین کرنے کا ذریعہ نہیں بنالینا چاہیے اس بنا پر ان کے مقام ومرتبے کو کم کرنا بھی درست نہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی طرف منسوب بات یا فتوے کی مکمل تصدیق بھی کی جائے۔ ان کی مراد اور مقصود کی وضاحت خود انہی سے پوچھ لی جائے۔

جان لیجئے! کسی عالم کی غلطی کی اصلاح کرنے اور اسے مجروح کرنے اور پھر اس کے مقام ومرتبے کو گھٹانے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ لیکن دور حاضر میں عدل و

انصاف عنقا ہے۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں ان لوگوں سے جو علمائے کرام کی غلطیاں ڈھونڈنے میں مصروف ہیں۔ جو بڑی محنت سے علماء کے عیب ٹٹولتے ہیں۔ اپنی تحریروں میں ان پر نشتر زنی کرتے ہیں۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ دھوکہ بازوں کے دھوکے میں آ کر چہچہاتے پھرتے ہیں۔ جو شخص علماء کے عیب ٹٹولنے کے مرض میں مبتلا ہو جائے اور ان پر کتابیں لکھنے لگے تو اس کا دل پتھر ہو جاتا ہے، وہ عدل و انصاف سے دور ہو جاتا ہے اور اسے درست لکھنے کی توفیق کم ہی ملتی ہے۔ لہٰذا ڈر جاؤ۔''

کہیں تم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو علمائے کرام کی غلطیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے تذکرے پر لذت محسوس کرتے ہیں۔ کسی عالم کے فتوے میں خطا، یا فہم کی غلطی، یا کسی فیصلے میں غلطی سے انہیں مسرت ہوتی ہے۔ یہ تو بہت ہی برا ہے کہ تم علماء کی غلطیوں کو پھیلانے کے جرم میں شریک ہو جاؤ۔ مجالس میں ان کا تذکرہ کرو۔ معاشرے اور دوسروں کے مجموعے میں انہیں بڑھا چڑھا کر پیش کرو یا ذرائع ابلاغ پر انہیں پھیلاؤ۔ ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں اور گمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

برادرانِ اسلام! اس کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کو اپنی عزت کی حفاظت کی بھی ایک دوسرے کو نصیحت کرنی چاہیے۔ انہیں شک و شبہے والے مقامات سے بچنا چاہیے اور انہیں ایسے تمام ذرائع بند کر دینے چاہئیں جو ان پر ظلم و ستم کا سبب بن سکتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ان کے لیے بہترین اسوہ اور واضح ترین منہج ہے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے پاکیزہ اور پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود تھے۔ اس کے باوجود جب رات کے وقت دو صحابہ کرام نے آپ کو ایک عورت کے ساتھ کھڑے دیکھا تو آپ نے انہیں روک کر وضاحت فرمائی کہ یہ میری بیوی صفیہ ہے۔'' لہٰذا جب عالم دین علم و عمل، زہد و عفت، ورع اور پرہیزگاری اور سیرت و کردار میں بھی قائد ہو تو اس کی تعظیم و اکرام اور بھی زیادہ کرو۔ اس کے فتوے، اس کی خاص رائے، حکم اور اس کی طرف منسوب تمام باتوں کی خوب تصدیق کر لو اور ایسی مجلسوں میں نہ بیٹھو جہاں علماء کرام کی توہین کی جاتی ہو یا ان کے عیب ٹٹولے جاتے ہوں، کیونکہ متقی شخص لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرتا ہے۔

جان لو! عالم دین کی عزت، علم، تقوے، سنت نبوی کو جاننے، اس پر عمل کرنے، سنت نبوی کی تعظیم کرنے اور پھر تعلیمی اور فقہی مسائل کی تشریح کی بنا پر ہے۔ عالم دین اپنے تقویٰ، عبادت، اطاعت، اخلاص، خشیت الٰہی، حق پر گامزن ہونے، سچائی کا ساتھ دینے اور پرہیزگاری کے حساب سے لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔

بندگانِ الٰہی! جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا سینہ کھل جائے، اس کے گناہ معاف ہو جائیں، دکھ دور ہوں، اس کے رنج و فکر اور پریشانیاں دور ہو جائیں تو وہ اللہ کے مصطفی اور مجتبیٰ نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود و سلام بھیجے۔

اے اللہ! اے پروردگار عالم! مسلمان حکمرانوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما! اے اللہ! انہیں اپنے مؤمن بندوں کے لیے رحمت بنا دے! انہیں حق و ہدایت پر جمع فرما! آمین!

.....

تتمہ ماہِ رجب کی حرمت

رمضان کا اشارہ بھی ملتا ہے، ''اور ہمیں رمضان تک پہنچا'' کا مطلب یہ ہے کہ ''اے اللہ! ہمیں یہ سعادت بخش کہ پورا رمضان پائیں اور رمضان کے تمام دنوں میں ہمیں روزے رکھنے اور نماز تراویح پڑھنے کی توفیق ہو۔''

رجب کے حوالہ سے احادیث مبارکہ میں دور حاضر کی مروجہ بہت سی روایات کا کوئی ذکر نہیں ملتا اور بعض ایسی رسومات جو کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں جن کا دین میں دور رسالت کے بعد اضافہ کیا گیا وہ کسی بھی طرح درست نہیں اور مخصوص ایام میں متعین روزوں یا رات میں قیام بارے کوئی صحیح حدیث وارد نہیں۔ اس حوالہ سے حافظ ابن حجرؒ [تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب] میں بھی تفصیلی ذکر کرتے ہوئے یہ امر بیان کرتے ہیں، الفوائد المجموعہ، 392 میں امام شوکانیؒ نے علی بن ابراہیم العطار سے نقل کیا ہے کہ رجب میں روزوں کی فضیلت بارے 4 رکعات' سو مرتبہ آیۃ الکرسی اور سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنے والی حدیث بھی مستند نہیں۔ اس حوالہ سے ابن الجوزیؒ بھی الموضوعات، 435/2 میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

دور حاضر میں منبر و محراب پر اور قلم و قرطاس کے ذریعے متذکرہ بالا احادیث اور اسی پیرائے میں اور روایات بھی پورے زور و شور کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں جن میں کونڈے بھرنے سمیت دیگر بدعات شامل ہیں، جب کہ اسی گھمبیر صورتحال بارے خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا

''جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ یقین کر لے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔'' (بخاری)

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اندازہ ہو جانا چاہیے کہ رجب یا دیگر مہینوں کے متعلق کسی بھی خاص و عام و مناقب کے سلسلہ میں غیر مستند حدیث بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے کیوں کہ اس طرح ہم دین میں بدعات کو شامل کر کے خود اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا رہے ہوتے ہیں جس کی ہمیں خود خبر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بدعات سے پرہیز کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

.....

خطبات جمعۃ المبارک

مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں خطبات جمعۃ المبارک کا شیڈول درج ذیل ہے:

29/ اپریل کا خطبہ جمعہ..... مولانا حافظ محمد یونس آزاد لاہور

6/ مئی کا خطبہ جمعہ..... مولانا حافظ شاہد امین سیالکوٹ

13/ مئی کا خطبہ جمعہ..... مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی جھنگ

ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

اہل ایمان سے جوق در جوق شرکت کی اپیل ہے۔

منجانب: صاحبزادہ حافظ بابر فاروق رحیمی ناظم و خطیب مرکز اہلحدیث 106 راوی روڈ لاہور 042-37729933

مرکز الایمان کروڑ کا اعزاز

مرکز الایمان کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر ضلع لیہ کے مدارس کے طلبہ کے مابین مقابلہ حسن قراءت منعقد ہوا جس میں ضلع لیہ کے تمام مدارس کے طلبہ شریک ہوئے۔ پوزیشن لینے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ پہلی اور دوسری پوزیشن کا اعزاز مرکز الایمان کے طلبہ نے حاصل کیا۔ حماد اشرف (پہلی) خبیب الرحمٰن (دوسری) ذیشان اور حمزہ امین نے (تیسری) پوزیشن حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان طلبہ کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے اور مرکز کو دن دگنی رات چوگنی ترقی سے نوازے۔

منجانب: حافظ احمد عبدالجبار ناظم نشر و اشاعت لیہ

ماہِ رجب کی حرمت

جناب امیر افضل عوان

تقویم کے لحاظ سے شمسی وقمری سال میں واضح فرق موجود ہے جو کہ روزہ و حج جیسی عبادت کی سہولت کے لئے ہی رکھا گیا تاکہ گرم علاقوں کے رہائشی افراد کو ہمیشہ سخت موسم کے روزے ہی نہ رکھنے پڑیں۔ حرمت والے چار مہینوں میں رجب ساتویں نمبر پر آتا ہے۔ رجب اسم مشتق ہے اور ہمیشہ مذکر ہی استعمال ہوا۔ یہ لفظ ''ترجیب'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی ''تعظیم کرنا'' ہے۔ رجب کی تکریم کے حوالہ سے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بلاشبہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے کتاب الٰہی میں بارہ ہی ہے۔ (اور) ان میں سے چار (مہینے) حرمت کے ہیں، یہی دین (کا) سیدھا (راستہ) ہے، لہٰذا (مسلمانو!) ان (حرمت کے مہینوں) میں (جنگ وخونریزی کر کے) اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو، اور تمام مشرکین سے (بلاستثناء) جنگ کرو جس طرح وہ تم سب سے (بلاستثناء) جنگ کرتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے'' (التوبہ ۳۶)

قمری تقویم کے حوالہ سے چار مہینوں کی مسلمہ حرمت بارے متعدد روایات موجودہ ہیں۔ رجب المرجب بھی ان چار حرمت والے مہینوں میں شامل ہے جو قبل از اسلام بھی مکرم ومحترم تھا اور اسلام نے بھی اسے تعظیم وتکریم کے درجہ پر فائز کیا۔ جس طرح نماز ادا کرنے کے لئے مقررہ اوقات کی اہمیت ہے اسی طرح حج اور روزہ جیسی عبادات بھی مخصوص ایام میں ادا کی جاتی ہیں۔ بصورت شرعی عذر روزوں کی قضا کی اجازت دی گئی ہے مگر حج کے سلسلہ میں ایسی کوئی رعائت میسر نہیں، بنیادی طور پر سال کو بارہ مہینوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

عرب قبل از اسلام بھی قمری سال کے ان چار ماہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس دوران قتال وجدال اور لڑائی کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ ان مہینوں میں محرم، ذیقعد اور ذی الحجہ کے مہینے حج کے لئے جب کہ رجب کا مہینہ عمرہ کے لئے مخصوص تھا، اسلام نے ان مہینوں کی تعظیم کو برقرار رکھا۔ ان ایام میں گرچہ کہ لڑائی، جھگڑا یا قتال حرام سمجھا جاتا تھا مگر عرب اپنی ضرورت کے مطابق ان مہینوں میں بھی اپنے بداعمال جاری رکھتے اور سال کے چار مہینوں کی گنتی کسی بھی مہینے کے حساب سے پوری کرلیا کرتے تھے، اسی لئے قرآن کریم میں بھی ان کے اس عمل کو سخت ناپسند کیا گیا۔ رجب کے حوالہ سے ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے' سیدنا ابن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب رجب کا مہینہ آتا تو سرتاج دو عالم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینے (کی ہماری اطاعت وعبادات) میں ہمیں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

''دیکھو! زمانہ پھر اسی ہیئت پر آ گیا جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا' ایک سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں جن میں تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے جو کہ جمادی الآخر اور ماہ شعبان کے درمیان آتا ہے۔'' (بخاری)

رجب کی حرمت یا احترام کے حوالہ سے متعدد احادیث موجود ہیں مگر قبل از اسلام بھی جہالت کی بے پناہ رسوم موجود تھیں جن کا تسلسل آج بھی برقرار نظر آتا ہے۔

اسلام سے قبل ماہ رجب میں قربانی کی جاتی تھی اور اس حوالہ سے فرع اور عتیرہ کا بیان ملتا ہے۔ فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہوتا تھا جسے عرب بتوں کے نام پر ذبح کرتے اور خود کھا لیتے تھے جب کہ اس کی کھال درخت سے لٹکا دی جاتی تھی اور عتیرہ وہ ذبیحہ ہے کہ جو رجب کے پہلے عشرہ کے لئے مخصوص تھا۔ اسلام نے جہاں دور جہالت کی دیگر رسوم ورواج منسوخ کئے وہیں فرع اور عتیرہ کے حوالہ سے بھی ممانعت کی گئی۔ اس باب میں ایک حدیث پاک میں آتا ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''(اسلام میں) نہ عتیرہ ہے اور نہ فرع۔'' (ابوداؤد)

رجب میں معراج کے حوالہ سے بھی روایت ملتی ہے اور آپ ﷺ اس مقدس مہینے میں روزوں کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر آپ ﷺ نے اس کی توجیہہ بھی بیان کی، احادیث مبارکہ میں اس حوالہ سے منقول ہے' سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میں آپ کو ماہ شعبان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ میں اس طریقہ سے (یعنی پابندی سے) روزہ رکھتا ہوا نہیں دیکھتا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کی برکت (اور عظمت) سے لوگ غافل ہیں' ماہ رجب اور ماہ رمضان کے درمیان وہ مہینہ ہے کہ جس میں انسان کے اعمال خداوند قدوس کے پاس اٹھائے جاتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو جس وقت میرا روزہ ہو۔'' (سنن نسائی)

رسول کریم ﷺ ماہ رجب میں نہ صرف روزوں کا اہتمام فرمایا کرتے تھے بلکہ عبادات کی کثرت کے ساتھ ساتھ دعا کا بھی خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس باب میں ایک حدیث پاک میں مرقوم ہے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''جب رجب کا مہینہ آتا تو سرتاج دو عالم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینے (کی ہماری اطاعت وعبادات) میں ہمیں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا' نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعے کا دن چمکتا دن ہے۔'' (بیہقی)

اس حدیث مبارکہ میں رجب میں ہی استقبال

باقی صفحہ 9 پر

تحفظ نسواں بل

نقد و تجزیہ

قسط نمبر ۲

تحریر
جناب حافظ صلاح الدین یوسف

بل حقیقی بنیادوں سے محروم اور چند مفروضوں پر مبنی ہے۔ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ بل کا آغاز ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

''چونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اصناف کے مابین مساوات کی ضمانت دے کر ریاست کو خواتین کے تحفظ کے لیے کوئی خصوصی قانون وضع کرنے کا اختیار دیتا ہے' لہٰذا ضروری ہو گیا ہے کہ خواتین کو گھریلو تشدد سمیت تشدد سے تحفظ فراہم کیا جائے۔''

تبصرہ:

''اصناف کے مابین مساوات'' کے الفاظ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۵ کی ذیلی دفعہ ۲ سے ماخوذ یا اس کا مفہوم ہے۔ آئین کے اصل الفاظ (اردو متن) حسب ذیل ہیں:

''جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔''

اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں۔ دونوں ایک ہی قسم کی صلاحیتیں لے کر دنیا میں آئے ہیں اور دونوں دنیا کا ہر کام کر سکتے ہیں تو یہ بداہۃً غلط ہے۔ گو مغرب کے نزدیک مساوات مرد و زن کا یہی مطلب ہے اور مغرب زدگان بھی اس غیر عقلی اور غیر فطری نظریے پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں۔ لیکن اسلام اس مساوات مرد و زن کو تسلیم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے' ان کے مقصد تخلیق میں بھی اور دائرہ کار میں بھی اور اسی اعتبار سے دونوں کو صلاحیتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف عطا کی ہیں۔ اس کی تفصیل راقم کی کتاب ''خواتین کے امتیازی مسائل'' اور زیر طبع کتاب ''حقوق نسواں اور حقوق مرداں'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اور اگر اس دفعہ کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت' اگرچہ دو جنس ہیں' لیکن اس بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کیا جائے گا' دونوں کے حقوق کا تحفظ اور دونوں کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری قانون سازی کی جائے گی تو یہ مطلب بالکل صحیح ہے اور اسلام سے متصادم نہیں' جب کہ پہلا مطلب اسلام سے یکسر متصادم ہے۔

اس دوسرے مفہوم کی رو سے عورت پر ظلم و تشدد کی جو جو صورتیں بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہیں' ان کا سد باب نہایت ضروری اور حکومت کی ذمے داری ہے۔ اس ذمے داری کی ادائیگی میں موجود قوانین اگر ناکافی ہیں تو نئے قوانین بنانا اور مناسب تدابیر اختیار کرنا بھی نہایت ضروری بلکہ ناگزیر ہے۔ کیونکہ یہ نہ اسلام کے خلاف ہے اور نہ علماء اس میں مزاحم یا اس کے مخالف ہیں۔ اسلام عورت کو ہر قسم کا تحفظ دیتا ہے بلکہ اسلام ہی عورت کو تحفظ دیتا ہے' علماء اس کے مخالف کس طرح ہو سکتے ہیں؟ ایں خیال است و محال است و جنوں

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے' ان کے مقصد تخلیق میں بھی اور دائرہ کار میں بھی اور اسی اعتبار سے دونوں کو صلاحیتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف عطا کی ہیں۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ حکومت کے جن ذمے داران یا ان کے پس پردہ دیگر حضرات و خواتین نے آئین کی مذکورہ شق یا دفعہ کا مطلب ہی نہیں سمجھا اور اس کو صرف اپنی مطلب برآری کے لیے استعمال کیا ہے۔ اس کو ایک مثال سے اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ ملک میں آجر اور اجیر (محنت کش اور مالک) دو فریق ہیں' ملک کی ساری آبادی انہی دو فریقوں پر مشتمل ہے۔ ریاست کی ذمے داری ہے کہ دونوں فریقوں کے حقوق کا تحفظ کرے اور ایسے قوانین بنائے کہ نہ محنت کش مالک پر ظلم کر سکے اور نہ مالک مزدوروں کے ساتھ ظلم و زیادتی کا معاملہ کر سکے۔

اب اگر مالکان مزدوروں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے' ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کا معاملہ کرتے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں اور ہیں جن کو ہر باشعور شخص سمجھتا ہے۔

ریاست کی یقیناً ذمے داری ہے کہ وہ مزدوروں (محنت کشوں' ملازموں) کے حقوق کا تحفظ کرے اور ایسی قانون سازی کرے کہ مظلومین کی دادرسی ہو سکے' ان کے حقوق کو کوئی پامال نہ کر سکے اور ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جا سکے۔ لیکن حکومت مزدوروں کے تحفظ کے لیے ایسے قوانین بنائے جن میں مالکان کے حقوق کو نظر انداز کر دیا جائے تو کیا یہ قانون سازی معقول کہلائے گی؟ یا ایسے قوانین سے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ ممکن ہو گا؟ یا اس کو اسلام کے مطابق قرار دیا جا سکے گا؟ نہیں' یقیناً نہیں۔ نہ ایسی قانون سازی میں کوئی معقولیت ہو گی' نہ اس سے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ ہی ہو گا اور نہ اسے اسلام کے مطابق ہی کہا جا سکتا ہے۔

اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسلام مزدوروں پر ظلم کو جائز قرار دیتا ہے' یا اسلام میں مزدوروں کے حقوق کی وضاحت اور ان کے اہتمام کی تاکید نہیں' یا ان کی بابت اسلامی ریاست کو ذمے دار قرار نہیں دیتا؟ بلکہ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں نہایت اعتدال اور توازن ہے' وہ اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے اور اس میں تمام طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اگر اس میں مزدوروں کی بابت نہایت اعلیٰ تعلیمات دی گئی ہیں جن کا خیال رکھنا مالکوں کے لیے ضروری ہے تو دوسری طرف مالکوں کی بابت بھی احکام دیے گئے ہیں جن کو ملحوظ رکھنا مزدوروں اور ملازمین کے لیے ضروری ہے۔ جب تک دونوں کے حقوق کا تعین اور ان کا تحفظ یکساں طور پر نہیں کیا جائے گا' کسی بھی ملک کا نظام چل ہی نہیں سکتا۔

اس لیے علماء کہتے ہیں کہ یک طرفہ قانون سازی (ون وے ٹریفک) اسلام کے خلاف ہے' کیوں؟ اس لیے کہ کوئی ریاست اگر صرف مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایسے قانون بنائے جن میں دوسرے فریق

(مالکان) کے حقوق نظر انداز کر دے' تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ملک کی تمام فیکٹریاں' کارخانے' ملیں' مارکیٹیں بند ہو جائیں گی اور جن کے تحفظ کے لیے یک طرفہ قانون بنائے گئے ہوں گے وہ سب بے روزگار ہو جائیں گے اور ان کو کھانے کے لالے پڑ جائیں گے۔ ملوں' کارخانوں کے مالک تو کارخانے بند کرنے کے بعد بھی ضروریات زندگی فراہم کرنے کی پوزیشن میں رہیں گے لیکن مزدوروں کے پاس کون سا اندوختہ ہوتا ہے کہ وہ مزدوری اور ملازمت کے بغیر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں۔ علاوہ ازیں صنعت کا پہیہ جام ہو جانے سے خود حکومت کو جو ٹیکسوں سے محرومی ہو گی اس کے بعد نظام حکومت کس طرح چل سکے گا؟

ایک ہی فریق کے حقوق کے تحفظ کی یہ یک طرفہ کارروائی کتنی بھیانک اور خطرناک ہے جس سے اللہ کی پناہ۔ مزدور بھی صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ کیا' ہمارے حقوق کا تحفظ ہے کہ ہم بے روزگار ہو گئے اور دو وقت کی روٹی کھانا بھی مشکل ہو گئی ہے۔

اس لیے ریاست کی ذمے داری صرف کسی ایک ہی فریق کے حقوق کا تحفظ نہیں بلکہ اس سے متعلقہ دوسرے فریق کے حقوق کا تحفظ بھی ہے۔ اگر ایک فریق' دوسرے فریق پر ظلم کرتا ہے تو بلاشبہ ریاست کی ذمے داری ہے کہ وہ مظلوم کی داد رسی کرے اور ایسے قانون بنائے کہ ظلم کا راستہ بند ہو جائے۔ لیکن اس میں قطعاً نہ کوئی معقولیت ہے اور نہ اس کا حق ہے کہ ایک فریق کے تحفظ کے لیے ایسی قانون سازی کرے کہ دوسرے فریق کے حقوق اس سے متاثر ہوں۔

تحفظ نسواں بل میں پہلی خرابی یا مفروضہ یہ ہے کہ پاکستان میں صرف عورتوں پر ظلم ہوتا ہے اور اس کے ذمے دار مرد ہیں۔ اس لیے عورتوں کے حقوق کا تحفظ ضروری ہے۔

اول تو یہ صرف مفروضہ اور پروپیگنڈا ہے کہ ہر صورت میں عورت مظلوم اور مرد ظالم ہے۔ حالانکہ ہمارے معاشرے میں جہالت اور اسلامی تعلیمات سے بے خبری عام ہے جس کی وجہ سے اگر کبھی مرد عورت پر ظلم کرتا ہے' تو عورت بھی کم وبیش کے کچھ فرق کے ساتھ اس معاملے میں مرد سے پیچھے نہیں' وہ بھی مختلف انداز سے مرد پر ظلم کرتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ عورت میں صبر اور حوصلے کی مرد کے مقابلے میں کمی ہے۔ (عورت مانے یا نہ مانے' یہ چیز فطری ہے) اگر اس پر ظلم ہوتا ہے تو وہ واویلا کرتی ہے اور مغربی فنڈز پر پلنے والی این جی اوز بھی اس کو ..... نمک حلالی کے طور پر..... خوب اچھالتی ہیں۔ جب کہ مرد کے اندر عزم وحوصلہ زیادہ ہے' وہ عورت کی طرف سے کی گئی زیادتی کو بالعموم نظر انداز کر دیتا ہے جب کہ اس کو کرنا بھی چاہیے کہ اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے اور اس کی قوامیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کے بغیر گھر کا نظام چل ہی نہیں سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ۹۰ فی صد گھرانوں میں چھوٹے موٹے تنازعات کے باوجود عورت امن وسکون کی زندگی گزار رہی ہے اور اس کو ان مسائل کا قطعاً سامنا نہیں کرنا پڑتا جن کے لیے بل کی صورت میں پاپڑ بیلے گئے ہیں۔ صرف ۱۰ فی صد گھرانے بمشکل ایسے ہوں گے جہاں ایک دوسرے پر ظلم کیا جاتا ہے جو کبھی عورت کی طرف سے ہوتا ہے اور کبھی مرد کی طرف سے اور کبھی اس میں دونوں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ اس صورتحال میں صرف مرد ہی کو ظالم تصور کر کے قانون سازی کرنا اور وہ بھی یک طرفہ قطعاً غیر معقول ہے۔

پاکستان میں ۹۰ فی صد گھرانوں میں چھوٹے موٹے تنازعات کے باوجود عورت امن وسکون کی زندگی گزار رہی ہے اور اس کو ان مسائل کا قطعاً سامنا نہیں کرنا پڑتا جن کے لیے بل کی صورت میں پاپڑ بیلے گئے ہیں۔

ہماری بات پر یقین نہ آئے تو ایک کونسلر اور ماہر نفسیات لیڈی ڈاکٹر کے مشاہدات ملاحظہ فرمالیں۔ ان کا نام فوزیہ سعید ہے' وہ ایک مضمون' بعنوان ''کیا صرف مرد ذمے دار ہے؟'' تصویر کا دوسرا رخ میں لکھتی ہیں:

''۸ مارچ خواتین کا عالمی دن پوری دنیا میں منایا جاتا ہے جس میں خواتین کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے' جگہ جگہ سیمینار منعقد کیے جاتے ہیں وہاں مردوں کے ظلم کی داستانیں اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کی جاتی ہیں کہ کچھ لوگ رونے لگتے ہیں۔ ۲۰۱۵ء کو میں نے کافی ورلڈ ویمن ڈے اٹینڈ کیے' تمام کا فوکس مردوں کے ظلم' عورتوں کو جلائے جانے کے واقعات' عورتوں پر پھینکے گئے تیزاب یا تعلیمی میدان میں آگے نہ بڑھنے دینے یا وقت سے پہلے شادی کر کے ان کے حقوق غصب کرنے یا عمر گزر جانے پر بھی شادی نہ ہونے' جائیداد میں ان کے حقوق پامال کرنے کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا۔ بطور ماہر نفسیات میں نے نہایت ہی سوچ بچار کے بعد یہ تجزیہ کیا کہ ۸۰ فیصد واقعات میں عورتوں کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ میں ایک کونسلر ہوں' میں نے دیکھا ہے کہ ہر ظلم کے پیچھے اکیلا مرد ذمے دار نہیں۔ اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی عورت بھی برابر کی شریک ہوتی ہے۔ بلکہ آپ بلاتعصب جائزہ لیں تو جو مرد ظلم کرتا ہے اس کے پیچھے کسی نہ کسی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ وہ عورت اس کی ماں بھی ہو سکتی ہے' بہن بھی' بھابھی بھی' یا جدید دور کی نیو رشتے دار گرل فرینڈ بھی ہو سکتی ہے۔ پھر الزام مرد پر ہی کیوں؟

اگر آپ بلاتعصب تحقیق کریں تو معلوم ہو گا کہ بے شمار NGOs خواتین کے حقوق پر کام کر رہی ہیں اور مردوں کے ساتھ کیے گئے ظلم پر کوئی ایک یا دو NGOs ہیں۔ عورتوں پر ظلم کی بات کو اچھالا جاتا ہے مگر اس کا کوئی حل یا جڑ سے ختم نہیں کیا جاتا' جڑ میں اصل مجرم کو کوئی نہ کوئی عورت کسی نہ کسی روپ میں بیٹھی اپنے بیٹے' بھائی' دیور' خاوند کو بہکا رہی ہوتی ہے۔

عورت پر ظلم کیا جاتا ہے' میں اتفاق کرتی ہوں' مردوں کی سوسائٹی ہے مگر مردوں کو پالنے اور پروان چڑھانے والی اور شیر کا جگر دینے والی عورت ہی ہوتی ہے۔ مردوں کو دوسری شادی پر اکسانے والی بھی کوئی نہ کوئی عورت ہی ہوتی ہے جو اپنے بھائی یا بیٹے کو کہتی ہے کہ بیوی کو آگ لگا دو' تیزاب پھینک دو' طلاق دے دو' ہم تمہارے لیے نئی بیوی لے آئیں گے۔ کسی طرف کوئی گرل فرینڈ یہ جانتے ہوئے کہ مرد شادی شدہ ہے' بچوں کا باپ ہے' اس کے پیچھے لگ جاتی ہے اور کسی

عورت کا گھر تباہ کر دیتی ہے اور بدنام مرد ہوتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مرد کو اپنی عقل سے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ نپولین بونا پارٹ نے کہا تھا: ''مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔'' گویا ذمے داری عورت پر آن پڑی ہے کہ اچھے مردوں کو جنم دینے والی عورت ہی ہے' ذمے داری ماں پر آ گئی ہے کہ وہ اپنے بچے کو کیسے پروان چڑھاتی ہے اور اسے دوسری عورت کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دیتی ہے یا عورت کے **حقوق غصب کرنے پر اکساتی ہے' عورت کو چاہیے** کہ وہ اپنی حفاظت کرنا سیکھے۔ عورت اگر چاہے تو چاروں طرف شانتی اور سکھ کے پھول بکھیر سکتی ہے' عورت کا دل اس کے دماغ پر حکومت کرتا ہے' اس کو کمزور کہنا اس کی توہین ہے۔ آؤ اس دن عہد کریں کہ ہم اپنی حفاظت کا ذمہ خود لیں گی ۔

ایسے رہا کرو کہ کریں لوگ آرزو
ایسا چلن چلو' زمانہ مثال دے

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ''خواتین ایڈیشن'' 21 مارچ 2016ء)

یہ ایک پڑھی لکھی' تجربہ کار' ماہر نفسیات اور کونسلر خاتون کا ان لوگوں کے مونہوں پر ایک زناٹے دار طمانچہ ہے جو کہتے ہیں کہ ظلم صرف مرد ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور سنیے صرف ایک ہی دن کے دو واقعات' جو اخبار میں رپورٹ ہوئے' دونوں میں ظالم مرد نہیں عورت ہے:

''گوجرانوالہ..... میاں بیوی فوزیہ اور اکرام شاہد کا خرچہ نہ دینے پر گھر میں جھگڑا ہوا جس کے بعد فوزیہ بی بی نے اپنے بھائی کو بلا لیا اور دونوں بہن بھائیوں نے مل کر کلہاڑی مار کر ۳۵ سالہ شوہر کو شدید زخمی کر دیا جسے زخمی حالت میں ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔'' (روزنامہ آواز ص ۲' ۲ اپریل ۲۰۱۶ء)

اسی تاریخ کا دوسرا واقعہ عورت کے ظلم اور سنگ دلی کا یہ نقل ہوا ہے کہ

''بچوں کی آپس کی لڑائی میں شفقت بی بی نے دو سالہ بچے محمد حسنین کا گلا دبا کر اسے قتل کر دیا۔'' (یہ سرگودھا کا واقعہ ہے۔ روزنامہ ''آواز'' محولہ بالا صفحہ اور تاریخ)

ایک اور خبر ملاحظہ ہو:

''بے اولاد خاتون نے سوتن کا سوا ماہ کا بیٹا زمین پر پٹخ کر مار ڈالا۔'' (روزنامہ ایکسپریس ص ۱۰' ۴ اپریل ۲۰۱۶ء)

اس تفصیل سے یہ واضح ہے کہ زیر بحث بل کا پہلا سبب ہی حقائق پر مبنی نہیں کہ عورتوں پر تشدد ہوتا ہے بلکہ مفروضے پر قائم ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ظلم دونوں ہی طرف سے ہوتا ہے۔ ریاست کی ذمے داری ہے کہ وہ ظلم وتشدد کا سد باب کرے۔ کسی ایک ہی فریق کو ظالم باور کر کے یا کرا کے یک طرفہ قانون سازی بجائے خود ایک ظلم ہے جو آئین پاکستان کے بھی خلاف ہے' اسلام کے بھی خلاف ہے اور عدل وانصاف کی مسلمہ روایات کے بھی خلاف ہے۔ عدل' آئین اور اسلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ جو واقعی ظالم ہیں ان کو کٹہرے میں کھڑا کیا جائے نہ کہ اپنے طور پر کسی ایک فریق یا جنس کو ظالم فرض کر کے اس کے خلاف قانون سازی کی جائے۔

ہمارے ملک میں کون سا طبقہ ایسا ہے جو ظلم وتشدد سے محفوظ ہے؟ عورتیں تو پھر بھی گھروں میں رہتی ہیں' سارے بیرونی کام مرد ہی کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک **میں مردوں کو قدم قدم پر ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔** جتنے بھی سرکاری ادارے ہیں جن سے رات دن عوام کو واسطہ پڑتا ہے' بجلی' سوئی گیس' ایل ڈی اے' واسا' انکم ٹیکس' پراپرٹی ٹیکس' کچہری' پٹوار خانہ' عدالتیں (سول' فیملی' دیوانی' فوجداری' حتی کہ ہائی کورٹس وغیرہ) سیکرٹریٹ میں سرکاری ادارے' پاسپورٹ آفس' نادرا آفس اور دیگر اس قسم کے دیگر ادارے اور سرکاری دفاتر جہاں عوام کو اپنے مسائل ومشکلات کے حل کے لیے سرکاری اہل کاروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان اداروں کے چھوٹے بڑے افسران واہل کاران کی منصبی ذمے داری ہے کہ وہ پوری دیانت داری کے ساتھ عوام سے تعاون کریں اور متعلقہ کام کر کے دیں' عوام کے خون پسینے کی کمائی ہی سے ان کو تنخواہیں اور دیگر مراعات دی جاتی ہیں۔ لیکن ہر چھوٹا بڑا افسر اور اہل کار فرعون بن کر بیٹھا ہوا ہے اور کسی بھی دفتر میں عوام کی شنوائی نہیں ہوتی۔ شنوائی اگر ہوتی ہے تو اس رشوت کی جس کو ''فضل ربی'' کا نام دیا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

جب تک اس لقمۂ حرام سے ان کی مٹھی گرم نہیں کی جاتی' ان سے متعلقہ کام کروانے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ان تمام سرکاری اداروں میں مردوں کو اپنے ہی ان ''خادموں'' کے ہاتھوں جس ذلت ورسوائی اور ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور عوام کے یہ ''خادم'' جس طرح ایک ایک مرحلے پر مردوں کی عزت نفس کو مجروح کرتے ہیں وہ محتاج وضاحت نہیں۔ یہ تو مردوں کا حوصلہ ہے کہ وہ ظلم وتشدد کی ان صورتوں کو برداشت کر رہے ہیں کیونکہ وہ ان ظالموں کے سامنے بے بس ہیں اور حکومت بے حس ہے' ورنہ ان کی چیرہ دستیاں تو اتنی عام ہیں کہ خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔

کیا حکومت کو مردوں کی یہ ذلت ورسوائی نظر نہیں آتی؟ سرکاری اہل کاروں کا یہ ظلم وتشدد اس کے علم میں نہیں ہے؟ کیا ریاست کی یہ ذمے داری نہیں کہ وہ مردوں کے ان حقوق کا تحفظ کرے جن کو تمام سرکاری اداروں میں بیٹھے ہوئے فراعنہ نہایت بے دردی سے پامال کرتے ہیں؟

عورتوں پر ظلم وتشدد کی صورتیں تو قطعاً اتنی عام نہیں ہیں جتنا پروپیگنڈے کے ذریعے باور کروایا جا رہا ہے لیکن اس کے سد باب کے لیے تو حکومت کی ''پھرتیاں'' ایک ناقابل فہم معمہ ہے۔ ہاں ایک پہلو قابل فہم ہے کہ یہ مغربی ایجنڈا ہے۔ لیکن ملک سے رشوت کا خاتمہ ہو' کرپشن کا انسداد ہو' عوام کے مسائل حل کے لیے کوئی آسان میکنزم تیار ہو' سرکاری اہل کاروں کی لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ ہو جس نے عوام کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ مغرب کو چونکہ اس سے کوئی دلچسپی نہیں' اس لیے مردوں کی عزت نفس کا یہ مسئلہ' جو حکومت کی ترجیحات میں سرفہرست ہونا چاہیے' حکومت مردوں کے اس اہم ترین مسئلے سے یکسر غافل ہے۔ ایں چہ بوالعجبی است۔

علاوہ ازیں کیا یہ ''صنفی امتیاز'' نہیں جس کی نفی آئین پاکستان میں کی گئی ہے کہ عورتوں کے مفروضہ ظلم وتشدد کے خلاف تو قانون سازی' لیکن مرد موجودہ نظام میں واقعۃً اور حقیقۃً گوڈے گوڈے ظلم وتشدد میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن ان کی دادرسی کا اور ان کو ظلم سے بچانے کا کوئی اہتمام نہیں۔

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ﴾ (النجم)

وی پی آ رہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

دینی مراکز اور دہشت گردی

تحریر
جناب پروفیسر محمد یٰسین ظفر

ایک عرصہ سے یہ بحث ہر عام وخاص میں جاری ہے کہ دہشت گردی کی اصل جڑ کہاں ہے۔ ایک طبقہ دینی مراکز کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے جبکہ دوسرے طبقے کا موقف ہے کہ اس کا دینی مراکز سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ مختلف داخلی اور خارجی ایجنسیوں کی کارستانی ہے جو ایک تیر سے کئی شکار کرتے ہیں۔

پہلے طبقے کا کہنا ہے کہ موجودہ دقیانوسی مذہبی سوچ، جو دینی مراکز میں تنگ نظری کے ماحول میں پروان چڑھتی ہے یہی دہشت گردی کی اصل جڑ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے دنیا میں پر امن بقائے باہمی کی فضا قائم کرنا ممکن نہیں۔ اس سوچ کے چار نکات یہ ہیں۔ ① اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ کافروں اور مشرکوں کو ہلاک کر دیں۔ ② غیر مسلموں کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ چنانچہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ ③ دنیا بھر کے مسلمانوں پر ایک خلیفہ کی حکومت ہو۔ ④ اسلام میں قوم پر مبنی ریاست جیسا کہ آج کل ہیں' کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ خیالات عالیہ پہلے طبقے کے سرخیل جاوید احمد غامدی کے ہیں' اور انہیں پاکستان سے دیسی لبرل اور اسلام بیزار صحافیوں کی بھرپور حمایت بھی حاصل ہے۔ بلکہ اس قبیل کے اور لوگ بھی موجود ہیں جو اس بلند پایہ سوچ کی تائید کرتے ہیں۔

ہر شخص کو کسی بھی ادارے کے بارے میں رائے قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ رائے زمینی حقیقت سے تعلق رکھتی ہے؟ اور فی الواقع ایسا ہی ہو رہا ہے۔ کیا دینی مراکز کے ہاں رائج نصاب یہی ذہنیت یا سوچ پیدا کر رہا ہے؟ اس پر تفصیلی بات کرنے سے پہلے دوسرے طبقے کی بات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دہشت گردی دراصل داخلی وخارجی ایجنسیوں کی کشمکش کا نتیجہ ہے جو ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے یہ کھیل کھیلتی ہیں۔ یہ خود مخصوص مراکز میں نوجوانوں کو تیار کرتی ہیں۔ بظاہر یہ مراکز کسی بھی ایجنسی سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن وہاں تربیتی خدمات سرانجام دینے والے کسی نہ کسی ایجنسی کے آلہ کار، تنخواہ دار یا ایجنٹ ہوتے ہیں جو ان کے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے تربیت یافتہ لوگ مذہب کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اور ہر ظالمانہ کاروائی کے لیے مذہبی جواز پیش کرتے ہیں۔ تاکہ یہ تاثر عام ہو کہ یہ کام اجر وثواب کا باعث ہے۔ حالانکہ یہ لوگ دین سے لاتعلق جاہل اور ان پڑھ ہوتے ہیں۔ جس کی مثال وہ دہشت گرد ہے جو شمالی کوہستان سے پکڑا گیا تو اس سے کلمہ شہادت پڑھنے کو کہا گیا لیکن وہ جواب نہ دے سکا اور اس نے اعتراف کیا کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ویسے بھی دہشت گردی کے لیے ذہن سازی کافی نہیں بلکہ اس کے لیے اسلحہ کی عملی تربیت از حد ضروری ہے تاکہ وہ دہشت گردی کی واردات کر سکے۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دینی مراکز جن کی اکثریت گنجان آبادیوں میں ہے۔ اسلحہ کی کھلے عام تربیت دے سکتے ہیں؟ ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں۔ اگر وہ دینی مراکز جو اسلحہ کی تربیت آبادی سے دور کسی مقام پر دیتے ہیں۔ کیا وہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نظروں سے بچ سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں! بلکہ جو بھی ہو رہا ہے وہ ایجنسیوں کی آشیر باد سے انتہائی محفوظ مقامات پر ہو رہا ہیں۔ ان کا دینی مراکز سے رتی بھر بھی تعلق نہیں۔ اب یہ لوگ کس ایجنسی سے متعلق ہیں؟ کون داخلی اور کون خارجی ایجنسی کا آلہ کار ہے؟ ان کی مالی سرپرستی بھی وہی کرتے ہیں۔ یہی وہ بدبخت اور انسانیت کے دشمن ہیں جو دنیاوی مفادات کے لیے معصوم جانوں سے کھیلتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا باعث ہیں کیونکہ یہ لوگ کسی نظریے یا مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ البتہ مسلمانوں والی شکل وصورت اور اسلام کا نام استعمال ضرور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں بدنام ہیں اور اسلام کی بدنامی کا بہت بڑا سبب ہیں۔

ہم پورے وثوق سے عرض کرتے ہیں کہ دینی مدارس سے منسلک لوگوں کا ایسا قطعی کوئی ایجنڈا نہیں جس میں وہ غیر مسلموں کو ہلاک کریں۔ ان کا تختہ الٹ دیں' خلافت قائم کریں، یا موجودہ حکومتوں کے خلاف کام کریں۔

اب اگر پہلے طبقے کے عقلی اور منطقی استدلال پر غور کریں تو یہ محض اسلام دشمنی اور دینی مراکز کو بدنام کرنے کی بھونڈی کوشش ہے۔ مثلاً ان کا فرمانا ہے کہ دینی مراکز یہ سوچ پیدا کرتے ہیں'' اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ کافروں اور مشرکوں کو ہلاک کریں''۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام مکاتب فکر کا تعلیمی نصاب منظر عام پر موجود ہے اور ہر شخص کو اس تک رسائی حاصل ہے۔ اس نصاب کا بغور جائزہ لیا جا سکتا ہے کہ وہ کون سی کتاب ہے جس میں یہ درس موجود ہے۔ یا یہ کہ وہ کونسی بات کی ترجمانی ہے جس سے ثابت ہو کہ اساتذہ طلبہ کی رہنمائی اس نہج پر کر رہے ہیں کہ کافروں اور مشرکوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ "ھٰذا بھتان عظیم" یہ دینی مراکز پر محض الزام اور اپنے خبث باطن کا اظہار ہے۔ اس سوچ کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ اہل مدارس نہ صرف اس کی تردید کر چکے ہیں بلکہ اس کے خلاف مشترکہ فتوی بھی صادر کر چکے ہیں۔ ایسی سوچ پر عمل کرنے والے غیر شرعی اقدامات اٹھاتے ہیں۔

دوسری بات ''کہ غیر مسلموں کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں' دنیا بھر کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔'' ہم نہایت ادب سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ یہ سوچ یا فکر کس دینی مرکز میں پائی جاتی ہے۔ قومی مفاد میں اس کا نام ظاہر کر دینا چاہیے تاکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اس کا محاسبہ کریں۔ کیونکہ ہماری جن دینی مراکز تک رسائی ہے ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ کسی ایک میں بھی یہ تصور نہیں پایا جاتا۔ یہ غامدی کا مفروضہ ہے اور دینی مراکز کے

بارے میں تعصب بغض اور حسد ہے۔ کیونکہ یہ دینی مراکز غامدی کے دینی تصورات وخیالات اور بعض مخصوص مسائل میں ان کے تفردات سے اتفاق نہیں کرتے۔ لہٰذا دوران تدریس مسائل کی وضاحت میں صحیح مؤقف اور سلف صالحین کی آراء بیان کردی جاتی ہیں۔ اور غامدی کے باطل نظریات کی از خود ہی تردید ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ دینی مراکز اپنے تلامذہ کو تشدد اور نفرت کا سبق دیتے ہیں۔ حالانکہ زمینی حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ تصور بھی عجیب ہے کہ غیر مسلموں کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے۔ کیا یہ ممکن ہے؟ ایک مثال پیش کر دی جائے۔ محض مفروضوں پر مبنی خیالات کو پھیلا کر عوام الناس کو گمراہ کرنا کہاں کی دیانت اور کہاں کی صحافت ہے۔

تیسری بات یہ'' کہ دنیا بھر کے مسلمانوں پر ایک خلیفہ کی حکومت ہو'' بادی النظر میں یہ تصور یا خیال اتنا برا نہیں۔ اگر یورپی ممالک اپنی یونین بنا کر ایک ہیڈ کوارٹر، ایک کرنسی بنا سکتے ہیں اور یونین میں شامل ممالک کے لیے ایک ویزہ اور ان کا ایک سیکرٹری جنرل ہوسکتا ہے جس پر غامدی سمیت کسی کو کوئی تکلیف نہیں۔ اگر مسلمان صرف اس خواہش کا اظہار کرے تو اس پر ان کے پیٹ میں بل کیوں پڑتے ہیں اور کیا پریشانی لاحق ہے۔ اب حقیقت کے بارے میں جان لیں کہ دینی مدارس میں شامل نصاب میں سیرت النبی ﷺ اور تاریخ اسلام کی تدریس کے دوران خلافت کی فضیلت یا اسکی اہمیت پڑھا دی جائے۔ اور اس پر یہ واویلا کیا جائے کہ یہ لوگ خلافت کے قیام کے لیے بے چین ہیں تو یہ عقل کا اندھا پن ہے۔ محض دینی مراکز کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش ہے۔

اور آخری بات کہ'' اسلام میں قوم پر مبنی ریاست جیسا کہ آجکل ہے' کی کوئی گنجائش نہیں''۔ یہ بھی دیگر مفروضوں کی طرح ایک خود ساختہ مفروضہ ہے جو ان کا اپنا تراشا ہوا خیال ہے۔ دینی مدارس میں ان موضوعات پر بہت کم گفتگو ہوتی ہے۔ دینی نصاب کی طوالت اور مشکل ہونے کی وجہ سے ایسی غیر نصابی باتیں زیر بحث نہیں آتیں۔ چہ جائیکہ قوم پرستی پر مبنی حکومت کے جائز یا ناجائز ہونے پر بات ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ آج دینی مراکز اور مدارس دفاعی پوزیشن پر ہیں۔ ان کے خلاف ایک جہان ہے۔ اغیار تو ہیں ہی کہ وہ اسلام دشمنی میں حقیقی وارثان نبوت کو بدنام کریں اور ان کے خلاف مہم چلائیں۔ افسوس تو اپنوں پر ہے کہ جو دنیا کے چند ٹکوں کے بدلے شاہ سے بڑھ کر شاہ کا کردار ادا کر رہے ہیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ میڈیا کی پوری قوت' نام نہاد سول سوسائٹی اور دین بیزار لوگ مل کر بھی آج تک کوئی ایک دینی مرکز یا مدرسہ بند نہ کر سکے۔ کیونکہ ان کے خلاف نہ تو کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی یہ ادارے غیر قانونی کام کرتے ہیں۔ دینی مدارس کے طلبہ اور اساتذہ ان سے زیادہ محب وطن اور عوام الناس کے خیر خواہ ہیں اور اس کے لیے ہر قربانی دینے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ جبکہ افواہ باز اور کذب ساز لوگ پیٹ کا دورخ بھرنے کے لیے جھوٹ، منافقت، فریب سے کام لیتے ہیں اور محض اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے، دین فروشی اور وطن دشمنی کا مظاہر کرتے ہیں۔

ہم پورے وثوق سے عرض کرتے ہیں کہ دینی مدارس سے منسلک لوگوں کا ایسا قطعی کوئی ایجنڈا نہیں جس میں وہ غیر مسلموں کو ہلاک کریں۔ ان کا تختہ الٹ دیں' خلافت قائم کریں، یا موجودہ حکومتوں کے خلاف کام کریں۔ ان مدارس اور اہل مدارس سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ محبت کرنے اور بانٹنے والے لوگ ہیں۔ ہمیشہ سے یہ اصول ہے کہ جس کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنا ہو' پہلے معاشرے میں اس کی خوفناک تصویر پیش کرو' لوگوں کو ان سے ڈراؤ' خوف زدہ کرو۔ بار بار احساس دلاؤ کہ یہ لوگ آپ کے اصل دشمن ہیں۔ اس طرح ان کے خلاف نفرت پیدا ہوگی اور کام آسان ہو جائے گا۔

ہم یہاں حکومت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان تمام لوگوں کے خلاف نفرت پھیلانے اور معاشرے کو خوف زدہ کرنے کا مقدمہ درج کیا جائے۔ منافرت کے جرم میں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے اور تمام میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو پابند کیا جائے کہ وہ دینی مراکز کو زیر بحث نہ لائیں اور یکطرفہ پروپیگنڈہ بند کیا جائے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی فیصل آباد کی طرف سے استقبالیہ

جمعیت اہلحدیث سٹی فیصل آباد کی طرف سے شنکری بازار جامع مسجد اہلحدیث کے علامہ احسان الٰہی شہیدؒ ہال میں مورخہ 13 اپریل 2016ء بروز بدھ بعد نماز مغرب مرکزی جمعیت اہلحدیث سٹی فیصل آباد کی کابینہ حلقہ جاتی امراء وناظمین اور معزز علماء کرام کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ پروگرام کی صدارت حافظ عبدالرحمٰن آزاد امیر فیصل آباد نے کی۔ حضرت مولانا محمد یوسف انور، فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ارشاد الحق اثری، پروفیسر نجیب اللہ طارق خصوصی دعوت پر شریک ہوئے۔ حافظ محمد اکبر جاوید ناظم سٹی فیصل آباد نے اپنی تکلیف کے باوجود پروگرام میں شرکت کی۔ نقابت کے فرائض عبدالغفار ثاقب سینئر نائب ناظم نے انجام دیئے۔ پروگرام کا آغاز قاری احمد حسن ساجد کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت کے بعد دوستوں نے کانفرنس کے حوالے سے گفتگو کی۔ پروگرام میں چوہدری عبداللطیف، مولانا عبدالحئی انصاری، پروفیسر ڈاکٹر سعید چنیوٹی، شیخ محمد اسحٰق، حافظ شفیق ظہیر، ڈاکٹر محمد ارشد تارڑ، ڈاکٹر عارف شہزاد، حافظ شاہد اشرف، شیخ محمد یونس ربانی، حافظ منظور الٰہی، عبدالحفیظ انور، حافظ طیب ربانی، محمد اعجاز بیگ، محمد انور نعیم، محمد حنیف عاجز شامل ہیں۔ آخر میں حافظ عبدالرحمٰن آزاد امیر سٹی فیصل آباد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بیداری ملت ڈویژنل اہلحدیث کانفرنس آپ تمام دوستوں کے ہر قسم کے تعاون سے کامیاب ہوئی۔ اتنے بڑے پروگرام میں کوئی نہ کوئی کمی یا کوتاہی رہ جاتی ہے لیکن اس کے باوجود کانفرنس کامیاب ہوئی جس پر میں آپ تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں' اہلحدیث یوتھ فورس سٹی فیصل آباد کے نوجوانوں کا جنہوں نے محنت کر کے پورے فیصل آباد میں کانفرنس کے اشتہار لگائے۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد کی محنت کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ میں آپ تمام احباب کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حافظ خبیب احمد، عبدالخالق شاکر، مزمل کمبوہ، حافظ جہانگیر جامعہ سلفیہ ان کے علاوہ دیگر افراد اور اہلحدیث یوتھ فورس کے نوجوانوں نے شرکت کی۔

رپورٹ: میاں محمد طیب خادم مرکزی جمعیت اہلحدیث فیصل آباد

سلسلہ سیرت تابعین

فقیہ مدینہ قاسم رحمہ اللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

اسلامی تاریخ ایسی ایسی شخصیات سے بھری پڑی ہے کہ اگر ان کے بارے میں لکھنا شروع کریں تو ان کی باتیں کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتیں۔ یہ وہ عظیم شخصیات ہیں جن کی بدولت اسلام ہم تک من وعن پہنچ پایا ہے۔ انہوں نے دین کو ہم تک بڑی محنت اور امانت کے ساتھ پہنچا دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری زندگی قرآن وحدیث پڑھتے پڑھاتے اور اس میں فکر وتدبر کرتے گزر گئی۔ ان عظیم شخصیات میں ایک بلند پایہ شخصیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد کی ہے۔ تاریخ کا مسافر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ کے اس بازار کی طرف دیکھ رہا ہے جہاں کسریٰ کے خلاف جنگ میں فتح کے نتیجے میں بہت سارے غلام اور لونڈیاں فروخت ہونے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔

وقت وقت کی بات ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں نے مدینہ طیبہ میں نہایت مشکل وقت گزارا تھا۔ صحابہ کرام کو کھانے کے لیے پیٹ بھر کر روٹی تک میسر نہ تھی، مگر توحید کی برکت اور جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجے میں ان پر رزق کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ مدینہ طیبہ میں جہاں دیگر بہت سے لونڈی غلام آئے ہیں، وہاں ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد کی تین خوبصورت بیٹیاں بھی لونڈیاں بن کر آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت سے ہمکنار یا ذلت سے دوچار کر دیتا ہے۔ کہاں وہ کسریٰ کہ جس کے خاندان نے کم وبیش 500 سال تک ایران پر حکومت کی تھی۔ آج اس کی حکومت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ اس کے خاندان کے لوگ لونڈیوں اور غلاموں کی حیثیت سے بازاروں میں فروخت کیے جا رہے ہیں۔ مدینہ کے لوگوں نے لونڈی غلام خریدے اور ان کی فروخت سے حاصل ہونے والی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی گئی۔

یزدگرد کی تین بیٹیاں بھی بازار میں بکنے کے لیے موجود ہیں۔ وہ نہایت انکساری اور ذلت کے ساتھ نظریں نیچی کیے ہوئے زمین کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ کہاں وہ وقت کہ ان شہزادیوں کے آگے پیچھے نوکر چاکر اور خدام پھرا کرتے تھے۔ کہاں یہ وقت کہ ان کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور وہ اپنے مستقبل کے فیصلے کی منتظر ہیں۔ سیدنا علیؓ بن ابی طالب وہاں سے گزرے۔ انہوں نے سوچا ان شہزادیوں کی تربیت اعلیٰ شاہانہ انداز میں ہوئی تھی۔ انہیں یہ بات اچھی نہیں لگی کہ عام لوگ انہیں خرید کر اپنے گھر کی رونق اور زینت بنا لیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بات کی: یہ بڑے گھرانے کی بیٹیاں ہیں ان کے ساتھ عمدہ سلوک ہونا چاہیے۔ اگر کبھی کسی بڑے خاندان کے شخص پر مصیبت کے دن آ جائیں تو اس کی حیثیت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے مشورے سے ایک شہزادی کا نکاح محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری کا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور تیسری شہزادی شہر بانو کا نکاح سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ کر دیا جاتا ہے۔ ان تینوں بہنوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام پر بھرپور طریقے سے کاربند ہو گئیں۔ تینوں شہزادیوں کے ہاں ایک ایک بیٹا پیدا ہوا جو اپنے زمانے کے یکتا اور انمول ہیرے تھے۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے کے نام پر قاسم رکھا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام سالم رکھا گیا اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام علی رکھا گیا جنہوں نے بعد ازاں زین العابدین کے لقب سے شہرت پائی۔ یہ وہی زین العابدین ہیں جو کربلا میں زندہ بچے تھے۔ صرف انہی سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی نسل چلی۔ باقی ساری اولاد کربلا میں شہید ہو گئی۔

قاسم بن محمد ان عظیم شخصیات میں سے شمار ہوتے ہیں جن کی بدولت اسلام ہم تک من وعن پہنچ پایا ہے۔ انہوں نے دین کو ہم تک پہنچانے کے لیے دن رات محنت اور تگ ودو کی۔

جہاں تک محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے تو ان کے حصہ میں جو شہزادی آئی اس کا اسلامی نام سودہ رکھا گیا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ طریقے سے اپنی زندگی گزاری۔ انہیں اس گھرانے میں بڑی سعادت ملتی ہے۔ یہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخری حصے کی بات ہے کہ ان کے ہاں بڑا خوبصورت بیٹا قاسم پیدا ہوا۔ اس بچے کی پرورش اور تربیت نہایت اعلیٰ ماحول میں ہوتی ہے۔ یہ ابوبکر صدیق اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا گھرانہ ہے۔ قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لیے عرض ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ ان کی والدہ کا نام سیدہ اسماءؓ بنت عمیس تھا۔ جب یہ پیدا ہوئے تو تھوڑے عرصے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا جاتے ہیں۔ بعد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیتے ہیں۔ اسماءؓ بنت عمیس جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں تو اپنے ساتھ اس نومولود بچے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بھی لے کر آئیں۔ ان کا بچپن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں گزرتا ہے۔ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بہت محبوب تھے۔ اب ایک طرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھرانہ اور دوسری طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ ہے دونوں گھرانوں میں تقویٰ، پرہیزگاری، للّٰہیت، رزق حلال اور عبادت ہے۔ بچے اپنے بزرگوں سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ وہ ان کی نقالی کرتے ہیں۔ کچھ یہی حال قاسم بن محمد کا بھی تھا۔ شروع دن ہی سے سیادت، نجابت اور سعادت ان کے حصے میں آتی ہے۔ یہاں عام دنوں میں بھی روزوں کا اہتمام کیا جاتا اور راتیں اللہ کی بارگاہ میں سجدے کرتے ہوئے بسر ہوتی تھیں؛ چنانچہ قاسم بھی اس گھرانے کی روایات سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ قاسم ابھی چھوٹے سے تھے کہ اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے فتنہ نے جنم لیا اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلوائی مصریوں نے شہید کر دیا۔ انکی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنتے

ہیں۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر میں تھے کہ انہیں بھی قتل کر دیا گیا۔ اس وقت قاسم اور ان کی ایک بہن مصر میں تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی پھوپھی تھیں' انہوں نے ان دونوں بہن بھائیوں کو مدینہ بلوا لیا۔ دونوں کی تربیت اور پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان دونوں سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ گھر میں سب سے پہلے انہی کو کھانا کھلاتیں۔ ان کے سیر ہونے کے بعد اگر کچھ کھانا بچ جاتا تو پھر خود کھاتیں' مگر ان کی پہلی ترجیح ان کا بھتیجا اور بھتیجی ہوتے۔ اس طرح قاسم بن محمد کی تربیت اپنی پھوپھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوتی ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے وقت کی سب سے بڑی عالمہ فاضلہ اور بہترین معلمہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پائے کی محدثہ بھی تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے میں خوشی اور فخر محسوس کرتے تھے۔ قاسم کی خوش قسمتی کہ ان کی پھوپھی نہ صرف انہیں اپنے گھر میں رکھتی ہیں' بلکہ اعلیٰ درجے کی علمی اور عملی تربیت بھی فراہم کرتی ہیں۔ وہ قاسم کو کتاب اللہ حفظ کرواتی ہیں۔ کتنی ہی احادیث پڑھاتی اور یاد کرواتی ہیں۔ وہ انہیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات و غزوات سے آگاہ کرتی ہیں۔ اس طرح قاسم اپنے دادا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح حافظ قرآن بن جاتے ہیں۔ پھر وہ دن بھی آتا ہے جب ان کا شمار مدینہ طیبہ کے سات چوٹی کے علماء وفقہاء میں ہوتا ہے۔ مدینہ کے عام لوگ بھی ان فقہاء کے ناموں کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں۔

ان سات فقہاء کے اسمائے گرامی اس طرح سے ہیں: سعید بن المسیب' عروہ بن الزبیر' ابوبکر بن عبدالرحمن المخزومی' خارجہ بن زید' سلیمان بن یسار' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

قاسم اور ان کے خالہ زاد بھائی سالم بن عبداللہ بن عمر کو یہ اعزاز بھی ملتا ہے کہ وہ دونوں مسجد نبوی کے امام بنتے ہیں۔ انہیں آپ ﷺ کے مصلے کا وارث بننے کا اعزاز ملتا ہے۔ مدینہ طیبہ کے لوگ بطور خاص ان دونوں پر بڑا اعتماد کرتے تھے کہ یہ دونوں خلفائے راشدین کے پوتے تھے۔ اس زمانے میں مسجد نبوی میں علماء' فقہاء اور محدثین کے علمی حلقات ہوا کرتے تھے۔ دور دور سے علم کے شائقین آتے اور ان حلقات سے استفادہ کرتے۔ قاسم بن محمد کا بھی مسجد نبوی میں اپنا حلقہ تھا جہاں وہ لوگوں میں علم کے موتی تقسیم کیا کرتے تھے۔

قارئین کرام! آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ الحمدللہ! آل سعود کے اس روشن دور اور علم دوست ماحول میں اب مسجد نبوی اور مسجد حرام میں کتنے ہی علمی حلقے ہیں۔ بطور خاص جب سے ڈاکٹر شیخ عبدالرحمن السدیس کو ادارہ حرمین شریفین کا سربراہ بنایا گیا ہے ان علمی حلقوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ کبھی آپ کو موقع ملے تو ان حلقات میں تھوڑا سا وقت ضرور گزاریں۔

مسجد نبوی کی توسیع اور اس کی تعمیر وترقی ہر دور میں مسلمان خلفاء کی اولیں ترجیح رہی ہے۔ جن دنوں بنوامیہ کی حکومت تھی اور خلافت ولید بن عبدالملک کے پاس تھی۔ مسلمانوں کی خوش قسمتی کہ ان دنوں سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔ مسجد نبوی میں توسیع ناگزیر ہو چکی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہو چکا تھا۔ ولید بن عبدالملک کی خواہش تھی کہ امہات المؤمنین کے حجرات کو مسجد نبوی میں شامل کر دیا جائے۔ کچی اینٹوں سے بنے یہ حجرات مسجد کی جنوبی طرف تھے۔ خلیفہ نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو ایک خط کے ذریعے اپنی خواہش سے مطلع کیا اور کہا: آپ اس مسئلے کے تعلق سے فقہاء اور علمائے مدینہ کو اعتماد میں لیں۔ ان کے مشورے سے حجرات امہات المؤمنین کو مسجد نبوی میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ مسجد کے اردگرد واقع گھروں کو بھی منہ مانگا معاوضہ دے کر مسجد میں شامل کیا جائے۔

قاسم اور ان کے خالہ زاد بھائی سالم بن عبداللہ بن عمر کو یہ اعزاز بھی ملتا ہے کہ وہ دونوں مسجد نبوی کے امام بنتے ہیں۔ انہیں آپ ﷺ کے مصلے کا وارث بننے کا اعزاز ملتا ہے۔

یہ وہ دور تھا جب فتوحات کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کے پاس دولت کی کوئی کمی نہ تھی۔ عامۃ الناس کی خواہش تھی کہ حجرات کو اسی طرح رہنے دیا جائے تاکہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو سکے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات نے کس سادگی کے ساتھ دنیا کی یہ زندگی گزار دی۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے قاسم بن محمد اور سالمؒ بن عبداللہؓ بن عمرؓ کے ساتھ بڑی حکمت کے ساتھ گفتگو کی۔ انہیں مسجد کی توسیع کے منصوبے کے حوالے سے اعتماد میں لیا۔ خلیفہ وقت کی خواہش کا ذکر کیا۔ ان دونوں اور دیگر شخصیات نے بھی رضامندی کا اظہار کیا۔ نہایت اچھے ماحول میں مسجد کی توسیع کا کام شروع کر دیا گیا' تاہم یہ ضرور ہوا کہ جب ان حجرات کو گرایا جا رہا تھا' مدینہ کے لوگوں میں ایک بے چینی دیکھنے میں آئی۔ حجرات کو گرا کر مسجد میں شامل کرنے کا عمل لوگوں کو اچھا نہیں لگ رہا تھا' لیکن اس کے بغیر چارہ بھی نہیں تھا۔ خلیفہ نے اسی دوران دمشق سے مسجد کی توسیع کے لیے بہت بڑی رقم ارسال کر دی۔ یہ وہ سنہرا دور تھا کہ خلیفہ ولید کے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کی قیادت میں ایک بڑا لشکر قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان اس دور میں کس قوت اور طاقت کے مالک تھے۔

قاسم بن محمد رحمہ اللہ ایسے ہر موقع پر حکمرانوں کو اپنے عمدہ مشوروں سے نوازتے رہتے تھے' تاکہ حکومت کا قبلہ درست رہے۔ وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ مدینہ طیبہ میں ولید بن عبدالملک کی وفات کی خبر پہنچتی ہے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ ولید کیساتھ بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ انہوں نے خلیفہ کی وفات پر بے حد غم اور صدمہ کا اظہار کیا۔ ان کے صدمہ کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے زیب و زینت ترک کر دی۔ لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ گویا انہیں کوئی اور کام ہی نہیں۔ اسلام اعتدال کا مذہب ہے۔ اس میں افراط وتفریط کی گنجائش نہیں۔ بلاشبہ بعض شخصیات بڑی اہم ہوتی ہیں۔ ولید بن عبدالملک کے بہت سارے کارنامے ہیں مگر کوئی فوت شدگان کے ساتھ چلا تو نہیں جاتا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس طرز عمل سے حکومتی کاموں میں بڑی رکاوٹ پیش آ رہی تھی۔

جناب قاسم بن محمد گورنر مدینہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ملتے ہیں اور ان سے بڑی حکمت بھری گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دیکھیے! ہمارے سلف صالحین مصائب اور پریشانیوں کا مقابلہ بڑی دلیری اور صبر و بہادری سے کرتے تھے۔ آپ بھی اس مصیبت اور رنج وغم کو صبر کے ساتھ برداشت کیجیے۔ قاسم کی زبان میں کیا زبردست تاثیر تھی! ان کی اس حکمت بھری گفتگو نے عمر بن عبدالعزیز پر یہ اثر کیا کہ وہ شام کے وقت بازار میں یمن

اتحادامت کے لیے کتاب وسنت کی روشنی میں کوششیں کی جائیں۔علماء اہل حدیث

اسلام آباد.....مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کے زیر اہتمام ''استحکام پاکستان'' کے موضوع پر مرکز اہلحدیث اسلام آباد میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، جس کی صدارت حافظ مقصود احمد امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد نے کی۔ اجلاس کا آغاز قاری ظہیر احمد ہزاروی کی تلاوت سے ہوا۔ اجلاس میں، شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی، شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی، شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم، شیخ الحدیث حافظ محمد شریف، شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی، شیخ الحدیث مولانا مفتی عبیداللہ عفیف، شیخ الحدیث حافظ عبدالستار الحماد، مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف، پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ ناصر رحمانی، علامہ عبدالعزیز حنیف اور پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی ودیگر جید علماء کرام نے شرکت کی۔ تمام شیوخ نے اپنے اپنے خطابات میں اس بات پر زور دیا کہ اگر ہم وطن عزیز پاکستان کو مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنی قوم کو متحد کرنا ہوگا۔ قوم کا اتحاد صرف اسی صورت میں ممکن ہوگا، جب قوم کتاب وسنت کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لے گی۔ حافظ مقصود احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان میں امن کی فضا قائم کرنے کے لیے ملک کا مستحکم ہونا ضروری ہے۔ جب تک ملک کے اندر سے انتشار ختم نہیں ہوجاتا اس وقت تک ''استحکام پاکستان'' ایک خواب ہی رہے گا۔

مفتی محمد ادریس سلفی کی دینی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔مرکزی جمعیت سندھ

کراچی.....مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر مفتی محمد یوسف قصوری اور دیگر رہنماؤں قاری خلیل الرحمن جاوید، مولانا افضل سردار، سید عامر نجیب، مولانا ابراہیم طارق، سید اشرف قریشی، مولانا یوسف کاظم، شکیل اختر نے ممتاز اہل حدیث عالم دین اور جماعت غرباء اہل حدیث کے سینئر رہنما مولانا مفتی محمد ادریس سلفی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اسے امت مسلمہ کا بڑا نقصان قرار دیا۔ محمدی مسجد برنس روڈ پر مفتی ادریس سلفی کی نماز جنازہ کے بعد مرحوم کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے رہنماؤں نے کہا کہ دین اسلام کے لیے مفتی صاحب کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ رہنماؤں نے مفتی صاحب کے لیے مغفرت، بلندیٔ درجات اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔ (حافظ شاہان احمد)

کی مصنوعات خرید رہے تھے۔ انہوں نے پھر سے حکومتی کاموں پر پوری توجہ دینا شروع کردی۔

قاسم اپنے وقت کی نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ ایک ربانی عالم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔ اس کا خوف اور تقویٰ رکھنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرنے والے بندے علماء ہوتے ہیں۔'' ایک ایسا شخص جس کی پھوپھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہوں، جس کی دوسری پھوپھی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ہوں۔ جس کے دادا انبیاء کے بعد امت کی افضل ترین شخصیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں۔ ایسی شخصیت کے تقویٰ اور خوف خدا کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ اپنی پھوپھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جی بھر کر علم حدیث سیکھتے ہیں۔ اسی لیے ان کے زمانے میں یہ معروف تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کا علم اور ان کی بیان کردہ روایات سب سے بڑھ کر تین شخصیات سے مروی ہیں۔ یہ شخصیات قاسم بن محمد، عروۃ بن الزبیر اور عمرۃ بنت محمد رحمہم اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ کو مال و دولت سے بھی نواز رکھا تھا۔ ان کے ہم عصر ایوب سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمانے لگے: میں نے اپنی زندگی میں قاسمؒ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔ انہوں نے ترکہ میں ایک لاکھ چھوڑا ہے اور یہ تمام حلال کی کمائی کا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ ایک لاکھ درہم تھے یا دینار تھے۔ اصل زہد اور تقویٰ یہی ہے کہ انسان کے پیٹ میں رزق حلال جائے۔ اس معاملے میں قاسمؒ کا معاملہ بالکل اپنے دادا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح کا تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی شبہ والی چیز کو پیٹ میں جانے نہیں دیتے تھے۔ قاسمؒ بھی عبادت، زہد، تقویٰ، اخلاق، جود وکرم اور رزق حلال کمانے اور کھانے میں اپنے دادا جان کے نقش قدم پر چلتے تھے۔

سبحان اللہ! وہ شکل وصورت میں بھی اپنے دادا جان سے مشابہ تھے۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پوتے، محمد بن خالد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ قاسمؒ بن محمد نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ ابن زبیر نے فرمایا کہ میں انہیں اندر تشریف لانے کے لیے کہوں۔ جب وہ داخل ہوئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بڑی خوش دلی سے ان کا استقبال کیا اور یمانی زبان میں کہا: [مَهْيَمْ] یعنی آپ کا حال چال کیسا ہے اور تشریف آوری کیسے ہوئی؟ قارئین کی دل چسپی کے لیے عرض ہے کہ [مَهْيَمْ] کا لفظ بڑے خاص دوست کے لیے بولا جاتا تھا۔ جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے ہجرت کے بعد سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر زرد رنگ دیکھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [مَهْيَمْ] ''عبدالرحمن! کیا معاملہ ہے؟ کیا آپ نے شادی کر لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں اللہ کے رسول! میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: حق مہر کیا دیا ہے؟ عرض کرتے ہیں: کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ولیمہ ضرور کرنا خواہ بکری کا ایک بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ قاسمؒ کچھ دیر تک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے رہے۔ جب واپس چلے گئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما یوں گویا ہوئے: میں نے شکل وشباہت میں اپنے نانا ابوبکرؓ سے قریب ترین قاسمؒ بن محمد ہی کو پایا ہے۔

ایک مرتبہ ایک بدو اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا: یہ بتایئے کہ آپ بڑے عالم ہیں یا سالم؟ فرمانے لگے: بھئی! تم جس سے بھی سوال کرو گے، وہ اپنے علم کے مطابق تمہیں جواب دے گا۔ اس نے پھر سوال دہرایا کہ آپ دونوں میں سے کس کے پاس زیادہ علم ہے؟ آپ نے جواب میں کہا: سبحان اللہ! اس نے پھر سوال دہرایا تو جواب دیا کہ سالم وہاں موجود ہیں جاؤ ان سے جا کر سوال کرو۔ وہ بدو چلا گیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ یہ کہیں کہ میں سالم سے بڑا عالم ہوں۔ کیونکہ اس طرح اپنے منہ سے اپنی تعریف ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ غلط بیانی کرتے ہوئے یہ کہیں کہ سالم مجھ سے بڑا عالم ہے۔

وقت گزرتا چلا گیا۔ آخری عمر میں ان کی بینائی ختم ہوگئی۔ ان کی عمر 78 سال ہوچکی تھی۔ وہ ہر سال حج کے لیے تشریف لے جاتے۔ لوگ ان کے علم سے استفادہ کرتے۔ اپنی وفات سے چند دن پہلے حج کے موسم میں مدینہ سے مکہ جاتے ہوئے راستے میں بیمار ہوتے ہیں اور راستے ہی میں وفات پا جاتے ہیں۔ ان کی قبر بھی اسی مقام پر بنتی ہے جہاں فوت ہوئے۔ انہوں نے بطور خاص وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر کوئی عمارت نہ بنائی جائے۔

.....

ردقادیانیت

قسط نمبر 14

علمائے اہل حدیث کی خدمات

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

درج ذیل کتابیں مکتبہ ثنائیہ امرتسر نے شائع کیں

۱۷۴۔ تذکرۃ العباد:

اس کتاب میں دنیاوی مصائب طاعون وغیرہ کے اسباب بتائے گئے ہیں اور مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تردید کی گئی ہے۔ مصنفہ مولانا عبدالحی فتح گڑھی۔ (اہل حدیث امرتسر ۷ اپریل ۱۹۲۲ء)

۱۷۵۔ ردقادیانیت:

یہ رسالہ اس امر کی تحقیق پر مشتمل ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا غلام قادیانی کے مابین مباہلہ ہوا تھا یا نہیں۔ مصنفہ مولانا حافظ محمد سلیمان میرٹھی۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۹ اگست ۱۹۳۰ء)

۱۷۶۔ ردقادیانیت (۳ جلد)

اس کتاب میں ۱۰۰ آیات قرآن مجید اور ۲۰۰ احادیث نبویہ ﷺ اور سینکڑوں اقوال سلف اور اجماع امت سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی اور ساتھ ہی ان تحریفات کی تردید کی گئی ہے جو قادیانی مصنفین نے ختم نبوت کے سلسلہ میں آیات قرآن مجید واحادیث وغیرہ میں کی ہے۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۹ اگست ۱۹۲۰ء)

۱۷۷۔ قادیانی مذہب کی حقیقت:

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت اور ان کے الہامات وغیرہ کی تردید وتکذیب کی گئی ہے۔ (اہل حدیث امرتسر یکم دسمبر ۱۹۳۳ء)

۱۷۸۔ تازیانہ عبرت:

مرزا قادیانی اور مولوی کرم الدین جہلمی (اہلحدیث) کے مابین ۱۹۰۴ء میں جو گفتگو ہوئی تھی اس کی روئیداد اس رسالہ میں مذکور ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۹ جنوری ۱۹۳۴ء)

۱۷۹۔ قادیانی حلف کی حقیقت:

سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد حیدر آباد دکن نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کو چیلنج کیا تھا کہ اگر مرزا قادیانی کو مولانا امرتسری جھوٹا جانتے ہیں تو حلف مؤکد بعذاب اُٹھائیں۔ اس کتاب میں بدلائل ثابت کیا گیا ہے کہ مولانا امرتسری نے کئی بار مرزا کے کذاب ہونے کا حلف اُٹھا چکے ہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۵ جون ۱۹۳۴ء)

۱۸۰۔ عاشق کا جنازہ:

اس کتاب میں مرزا قادیانی کے عقائد وغیرہ کی تردید کی گئی ہے' مصنف مولانا عبدالخالق خطیب پتوکی۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء)

۱۸۱۔ امام زماں:

یہ کتاب مرزا قادیانی کے مہدی موعود ہونے کی تردید میں ہے۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۳۹ء)

۱۸۲۔ مہدی منتظر:

یہ کتاب مرزا قادیانی کے مجدد اور مہدی ہونے کی تردید میں ہے۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۳۹ء)

۱۸۳۔ مجدد دوراں:

اس کتاب میں مرزا قادیانی کے مجدد اور مہدی ہونے کا ابطال کیا گیا ہے۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۳۹ء)

۱۸۴۔ تازیانہ عبرت' مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کا انتقال:

۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو محمدی بیگم کا لاہور میں انتقال ہوا جس کے بارے میں مرزا نے پیشین گوئی کی تھی کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی۔ مرزا کذاب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گیا۔ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد ۵۸ سال زندہ رہی اور مرزا کی یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ یہ رسالہ قادیان کے لیے تازیانہ عبرت ہے۔ (صفحات ۸' سن اشاعت ۱۹۶۶ء)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ

آپ کا شمار علمائے محول میں ہوتا ہے۔ قادیانیت کی تردید میں آپ کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے مرزا قادیانی کو اتنا زچ کیا کہ اُس نے آپ کے خلاف اپنی کتابوں میں ایسے نازیبا الفاظ استعمال کیے جن کو پڑھ کر ہر انسان کا یہ پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی جیسا لچر انسان برصغیر میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کا عظیم کارنامہ متفقہ فتویٰ ہے۔ پھر آپ نے برصغیر کا دورہ کر کے ہر مکتب فکر کے علماء سے فتویٰ حاصل کیا۔ آپ نے ۱۳۳۸ھ میں بٹالہ میں وفات پائی۔ قادیانیت کی تردید میں آپ نے حسب ذیل کتابیں لکھیں:

۱۸۵۔ پاک وہند میں علمائے اسلام کا اولین فتویٰ:

اس کتاب میں تقریباً ایک ہزار علمائے اسلام کا متفقہ فتویٰ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ فتویٰ پہلے مولانا بٹالوی نے اپنے رسالہ ''ماہنامہ اشاعۃ السنہ'' میں شائع کیا۔ ۱۹۸۶ء میں دار الدعوۃ السلفیہ لاہور نے کتابی صورت میں شائع کیا۔ (صفحات ۱۸۸' سن اشاعت دوم ۱۹۸۶ء)

۱۸۶۔ خیالی مسیح اور اس کے فرضی حواری سے گفتگو:

یہ کتاب مرزا قادیانی کی تین کتابوں ''فتح اسلام' توضیح المرام اور ازالۃ الاوہام'' پر تنقید وتبصرہ ہے۔ (صفحات ۳۵' سن اشاعت اول ۱۸۹۱ء)

۱۸۷۔ تین گواہ:

مرزا قادیانی کے کذب پر تین گواہ:

۱۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی

۲۔ مولانا محمد حسین بٹالوی

۳۔ بابو پیر بخش لاہوری کے خطوط

(صفحات ۴۸' سن اشاعت ندارد)

۱۸۸۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے بارہ میں چند سوالات:

مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے فتنہ قادیانیت کی تردید میں چند سوالات مرتب فرمائے اور ان کے جوابات مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی نے دیئے۔ (صفحات ۱۶' سن اشاعت اول ۱۸۸۰ء)

۱۸۹۔ اشاعۃ السنہ:

یہ مولانا بٹالوی کا ماہوار رسالہ تھا جو آپ نے ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں بٹالہ ضلع گورداسپور سے جاری کیا۔ اس رسالہ نے ایک طرف عیسائیوں کے الزامات کا جواب دیا اور دوسری طرف مرزا نے قادیان کے ''کفرۃ'' کا استیصال کیا۔

یادِ رفتگان

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ آف گوجرانوالہ

تحریر: جناب حافظ عبدالغفار ریحان

بڑی شخصیات میں سے کسی کے اس دار فانی سے اُٹھ جانے کے بعد عموماً کہا جاتا ہے کہ ''فلاں کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پر ہونا ممکن نہیں۔'' ایسا ہی ایک خلا ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوا تھا۔ جس روز جماعت اہل حدیث گوجرانوالہ کے معمار اور جماعت اہل حدیث پاکستان کے منظم حضرت مولانا محمد اسماعیل السلفی اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے' پھر اس خلا کو ان کے خلف الرشید نے اللہ کی توفیق اور اپنی ان تھک جد وجہد سے پر کیا اور اس خوب کیا کہ تشنگی باقی نہ رہنے دی۔ میری مراد شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ (گوجرانوالہ) ہیں۔

ولادت اور تعلیم: آپ کی ولادت ۱۸ مارچ بمطابق ۲۶ جمادی الثانی بروز جمعرات ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ آپ کا نام عبداللہ اور والد کا نام عبدالرحمن تھا۔ ۱۹۳۳ء میں آپ نے مڈل کا امتحان مقامی سکول سے پاس کیا' ۱۹۳۴ء میں دینی تعلیم کے لیے جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ کرام: آپ نے شیخ العرب والعجم استاذ الاساتذہ حافظ محمد گوندلوی اور شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل السلفی رحمہما اللہ سے کسب فیض کیا۔

اخلاق وعادات: یوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا مگر بعض صفات میں آپ ممتاز نظر آتے ہیں۔

وفاداری وپاسداری: آپ نے جس ذمہ داری کو قبول کیا اسے نبھایا' جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا۔ حضرت سلفی مرحوم کی وفات کے بعد جب جماعت نے آپ کو ان کی مسند پر بٹھایا تو آپ نے اس ذمہ داری کو تسلسل کے ساتھ اس طرح نبھایا کہ آخر بیماری تک اس میں تعطل نہیں آنے دیا۔ [illegible] کے خطبہ جمعہ کی جگہ خطبہ جمعہ' ان کے صبح کے درس قرآن کی جگہ درس قرآن' جماعتی ذمہ داریوں کی جگہ جماعتی ذمہ داریاں اور ان کے جاری کردہ اداروں کی اس طرح آبیاری کی کہ سلفی مرحوم کا لگایا ہوا گلشن پہلے سے بھی زیادہ سرسبز وشاداب اور حسین وجمیل نظر آنے لگا۔ گوجرانوالہ کی جماعت اہل حدیث مالی اور افرادی قوت کے لحاظ اور مسلکی اداروں کے اعتبار سے پاکستان کی طاقتور اور مضبوط جماعت ہے۔ شنید ہے کہ سلفی مرحوم جب ۱۹۲۰ء میں گوجرانوالہ میں تشریف لائے تھے تو اس وقت گوجرانوالہ میں مسلک اہل حدیث کی صرف ایک آدھ مسجد تھی اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت گوجرانوالہ میں ۸۰ سے زائد مساجد کا جال بچھ چکا تھا اور جب مولانا عبداللہ مرحوم اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو اہل حدیث مساجد کی تعداد اڑھائی سو کے قریب پہنچ چکی تھی۔ مدارس اور تعلیمی ادارے اس کے علاوہ ہیں۔ گوجرانوالہ کی جماعت اہل حدیث کی خوش نصیبی ہے کہ جب سے یہاں اہل توحید کی ابتداء ہوئی ہے ان کو سربراہ بھی وہ ملے جو علم وعمل کا پیکر اور اسلاف کا صحیح نمونہ تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوبیوں کی بدولت جامع اہل حدیث چوک نیائیں کی امامت وخطابت' جامعہ محمدیہ کی نظامت واشراف' شہری جماعت کی امارت سے ہوتے ہوئے جماعت اہل حدیث پاکستان کی امارت تک کا سفر اس خوش اسلوبی سے طے کیا کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے:

لیس بمستنکر علی اللہ ان یجمع العالم فی واحد

بالآخر آپ کو آخری دن تک جمعیت اہل حدیث پاکستان کی سرپرستی کا شرف حاصل رہا۔

وہی کام جو تنہا آپ نے مختلف محاذوں پر کیا' وہ آج آپ کی جگہ پر مختلف شخصیات انجام دے رہی ہیں۔

اہل گوجرانوالہ کی خوش قسمتی کا عالم یہ ہے کہ ان کی قیادت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے سلفی مرحوم جیسی ہمہ گیر شخصیت عطا فرمائی۔ پھر ان کی رحلت کے بعد ان کی جانشینی کے لیے مولانا عبداللہ رحمہ اللہ جیسی ہمہ گیر شخصیت عطا فرمائی ع زہے مقدر زہے نصیب

نظم وضبط کی پابندی: مولانا عبداللہ مرحوم نظم وضبط کے بہت پابند تھے اور طلبہ سے بھی یہی توقع رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کی شدت اور سختی بہت معروف تھی۔ ایک دفعہ جامعہ میں طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے رو پڑے کہ لوگ کہتے ہیں: میں بہت سخت ہوں۔ اگر میں سختی نہ کروں تو جس طرح دیگر تعلیمی اداروں میں افراتفری' بدامنی اور آئے دن حالات خراب رہتے ہیں یہاں بھی ویسے ہی ہو جائیں۔ میری سختی جامعہ اور طلبہ کی بھلائی ہی کے لیے ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی ادارے کا تشخص اس کے نظم وضبط کا مرہون ہوتا ہے۔

خطابت: آپ اپنے استاد گرامی سلفی مرحوم کی طرح پنجابی میں ہی خطاب کیا کرتے تھے۔ شاید عام لوگوں کے لیے یہ اچنبھے کی بات ہو کہ گوجرانوالہ کی مرکزی جامع مسجد اہل حدیث کا خطیب پنجابی میں تقریر کرتا تھا' اس پر مستزاد یہ کہ عام معروف ہے کہ پنجابی میں تقریر راگ اور لَے کے بغیر نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس کا مزہ لئے اور راگ کے بغیر آتا ہے۔ مگر مولانا مرحوم پنجابی میں تقریر کرتے تھے اور راگ اور لَے کے بغیر۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے خطبہ جمعہ اور روزانہ کے صبح درس قرآن میں عوام الناس کے علاوہ دور دراز سے پڑھے لکھے اعلیٰ طبقے کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ اپنی جھولیاں علم وعرفان کے گوہر ہائے نایاب سے بھر کر لے جاتے تھے۔ دراصل اللہ نے آپ کو بات کرنے کا ڈھنگ' سمجھانے کا ڈھب اور مخاطب کو ذہن نشین کرانے کا ملکہ ہی ایسا عطا کیا تھا کہ ہر خاص وعام آپ کے خطاب سے مستفید ہوتا۔ عالم ہونے کے باوصف بھاری بھرکم علمی اصطلاحات سے ہٹ کر بیان کرنے کا انداز عام فہم' پرمغز مدلل' نہایت مؤثر اور دل نشین ہوتا۔ آپ کی قوتِ بیانیہ اس قدر ٹھوس ہوتی کہ سامع اثر لیے بغیر نہ رہ سکتا۔

قناعت اور خود داری: آپ نے ہمیشہ قناعت اور خود داری کو اپنائے رکھا۔ انسان ہونے کے ناطے حالات کے اتار چڑھاؤ کے باوجود کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کیا' جماعت نے جو مشاہرہ مقرر کر رکھا تھا اسی پر اکتفا کیا۔ حالانکہ گوجرانوالہ کے بٹ اور شیخ آپ کو پیر مانتے تھے مگر کبھی آپ نے اپنی خود داری کو ملوث نہیں کیا۔ آپ کی ساٹھ سالہ عملی زندگی میں سینکڑوں مرتبہ لوگوں کو شادی

بیاہ اور دیگر تقریبات میں شرکت کا موقع ملا' آپ نے خطبہ ہائے نکاح بھی پڑھائے اور جلسوں میں تقریریں بھی کیں' مگر کبھی آپ نے نذرانہ وصول نہیں کیا۔

امانت ودیانت: آپ کی دیانت اور امانت مسلم تھی' آپ نے لوگوں کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی۔ ہزاروں کا حساب ہو کہ لاکھوں کا ہمیشہ اپنے دامن کو صاف رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ احباب جماعت آپ پر اعتماد کرتے ہوئے جامعہ محمدیہ کا لاکھوں کا بجٹ فراہم کرتے۔

حق گوئی وبیباکی: وہ صاف گو مقرر اور جرأت مند خطیب تھے' جس بات کو دلائل کی روشنی میں حق اور درست سمجھتے' اس کے اظہار وبیان میں کبھی جھجک محسوس نہ کرتے' ویسے تو جس مجلس میں آپ شریک ہوتے اس کے میر مجلس آپ ہی ہوتے مگر مجلس کو لوٹتے بھی آپ ہی تھے۔ ہمیشہ آپ کی گفتگو علمی' مدلل' ٹھوس اور لاجواب ہوتی بلکہ مجلس کی گفتگو کا خلاصہ ہوتی تھی۔

وطن سے محبت: مسلکی حمیت تو آپ میں تھی ہی کہ آپ نے قرآن وحدیث کے دلائل کی ضرب سے فرق باطلہ کی خوب خبر لی اور مسلک حق اہل حدیث کی اشاعت کی مگر آپ پاکستان سے بھی محبت کرنے والے تھے۔ تحریک پاکستان کی حمایت میں آپ نے پر جوش تقریریں کر کے بھرپور شرکت کی' اس کے بعد تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں شریک رہے' آپ پاکستان کی سلامتی پر یقین رکھتے تھے اور قرآن وسنت کے نفاذ کے شدید متمنی تھے۔

مجلس علمائے اہل حدیث: آپ نے مجلس علمائے اہل حدیث کے نام سے ایک خالص علمی مجلس کی بنیاد رکھی جس میں ہر ماہ آپ کی صدارت میں کسی ایک موضوع پر علمی مقالہ پیش کیا جاتا۔

میدان عمل: آپ نے اپنی تدریس کا آغاز جامعہ محمدیہ چوک نیا میں اور خطابت کا آغاز جامع مسجد اہل حدیث دال بازار گوجرانوالہ سے کیا۔ پھر آپ نے دال بازار مسجد میں ہی جامعہ شرعیہ کی بنیاد رکھی اور جی ٹی روڈ پر اس کی عظیم الشان عمارت تعمیر کروائی۔ حضرت السلفی مرحوم کی وفات کے بعد جب جماعت نے آپ کو سلفی مرحوم کا جانشین مقرر کیا تو آپ نے حق وفا نبھاتے ہوئے اپنے جامعہ شرعیہ کو مولانا سلفی مرحوم کے جامعہ محمدیہ میں مدغم کر دیا۔ مولانا عبداللہ مرحوم کی یہ عظیم قربانی تھی جو انہوں نے اپنے استاذ گرامی کے مؤقر ادارے کے لیے دی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی عظیم قربانی صرف وہی شخص دے سکتا ہے جس میں اپنی ذات کی تشہیر' خود نمائی کا شوق اور انا کی تسکین کا شائبہ تک نہ ہو اور پھر جامعہ محمدیہ کی ترقی اور کامیابی کے لیے آپ نے جو بھرپور جدوجہد اور کوشش وکاوش کی اللہ نے اس کو حسن قبول سے نوازا کہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ ملک اور بیرون ملک مسلمہ اور مستند اداروں میں شمار ہوتا ہے جس سے اب تک ہزاروں علماء فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں دین کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ یہ ان کا صدقہ جاریہ ہے جس کا اجر ہمیشہ ان کو ملتا رہے گا۔ ان شاء اللہ!

آپ ایک کہنہ مشق استاذ' محقق عالم دین' مؤثر خطیب' نامور علمی شخصیت اور ممتاز قائد اہل حدیث تھے۔ محکمہ اوقاف کی طرف سے کوئٹہ میں قیام کے دوران پاکستان بھر کے علماء کے تقریری مقابلے میں آپ اول آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی ثقاہت اور شخصی وجاہت سے اس طرح نوازا تھا کہ آپ بسطۃ فی العلم والجسم کی تفسیر نظر آتے تھے۔

آپ سستی شہرت' تاپرستی اور خود غرضی سے اس قدر دور تھے کہ اگر یہی جملے ان کی تعریف میں ان کی زندگی میں کہے جاتے تو وہ یقیناً پسند نہ فرماتے۔ آپ کی دینی خدمات کا دائرہ عرصہ ساٹھ سال پر محیط ہے۔ بڑے نصیبے کی بات ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا اس قدر طویل عرصہ مسلسل قال اللہ وقال الرسول کے صدائے دلنواز بلند کرنے میں گزارا۔ ہمیں یقین ہے کہ جب ان کی روح اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے جا رہی ہوگی تو فرشتوں نے:

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾

کی بشارت دی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کی سیئات سے درگذر فرمائے۔ آمین!

سابق امام مسجد نبوی ڈاکٹر الشیخ محمد ایوب کی وفات پر اظہار تعزیت

بریڈفورڈ (جنگ نیوز) حرمین شریفین کی امامت اس کائنات کا سب سے بڑا اعزاز ہے، جس کے پیچھے ساری دنیا کے شاہ وگدا، علماء وفقہاء، صلحاء واتقیاء مکمل خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ آئمہ حرمین کی عظمت وامامت کے سامنے سبھی عہدے ہیچ ہیں۔ اتنی عزت کسی عہدہ ومنصب دار کو حاصل نہیں ہوتی جتنی امام حرم کو ملتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار قائدین مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ نے امام مسجد نبوی ڈاکٹر الشیخ محمد ایوب کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کیا۔ ڈاکٹر صہیب حسن امیر جمعیت لندن نے کہا کہ شیخ ایوب مرحوم کو میں بڑے لمبے عرصے سے جانتا ہوں وہ عالم باعمل، شریف النفس صالح کردار کے مالک تھے۔ انہوں نے جید علمائے مدینہ سے کسب فیض کیا اور پھر علم کو اگلی نسل تک بھی پہنچایا اور ساری زندگی مدینہ منورہ میں گزاری اور وہیں سفر آخرت کو روانہ ہوئے۔ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ مولانا عبدالہادی نے کہا کہ شیخ مرحوم محدث زمان علامہ ناصر الدین الالبانی اور مفتی اعظم حضرت الشیخ ابن باز، وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی الشیخ عبدالمحسن بن عباد کے خاص تلامذہ میں سے تھے، مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ترین اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ناظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن حبیب نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آیت 124 میں اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امام الناس مقرر کرنے کا اعلان فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ مساجد کی امامت اور بالخصوص حرم اقدس کی امامت عطیہ خداوندی ہے۔ زمانہ شاہد ہے کہ اس منصب پر متعین کیے جانے والے لوگ خیر الناس ہوتے ہیں' بہت متقی اور پاکباز ہوتے ہیں، الشیخ محمد ایوب کا شمار انہی نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے۔ ناظم نشرواشاعت مولانا حافظ عبدالاعلیٰ درانی نے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ اسلام کی سب سے پہلی مسجد جس کی بنیاد قرآن کریم کی گواہی کے مطابق تقوی وطہارت پہ رکھی گئی وہ مسجد قبا ہے اور دنیا کی سب سے محترم مسجد مدینہ طیبہ میں مسجد رسولؐ ہے الشیخ محمد ایوب کو ان دونوں طاہر ومطہر مساجد کا امام بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا محمد شعیب میرپوری نے کہا کہ حرمین شریفین پوری دنیا کے مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز ہیں ان کا امام ہونا دنیا کی سب سے بڑی سعادت ہے گویا وہاں کا امام ساری دنیا کا امام ہوتا ہے۔ مولانا شفیق الرحمٰن نے کہا کہ ڈاکٹر الشیخ محمد ایوب کی مسحور کن تلاوت سے وحی الٰہی کی چاشنی محسوس ہوتی تھی۔ مولانا منیر قاسم، پروفیسر مطیع الرحمٰن، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا شریف اللہ، ڈاکٹر خرم بشیر، قاری ذکاء اللہ سلیم، مولانا عبدالستار عاصم، مولانا عبدالرؤف، مولانا حافظ اخلاق احمد، ڈاکٹر عبدالرب ثاقب، مولانا حبیب الرحمٰن چوہدری، مولانا عبدالکریم ثاقب، مولانا محمد ادریس مدنی، مولانا ارشد فاروقی، حافظ عبدالحمید، مولانا نازکریا سعود، حافظ محمد ارشد، مولانا شیر خان جمیل احمد، مولانا حفیظ اللہ خان، مولانا کنور شکیل، حافظ عبدالباسط، مولانا محمود الحسن یزدانی، قاری عبداللہ حامد ودیگر علمائے اہل حدیث نے الشیخ محمد ایوب کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے درجات کی بلندی کی دعا کی۔ دریں اثنا جمعیت اہل حدیث کی بیشتر مساجد میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی' مولانا عبدالہادی نے الم راک مسجد محمدی میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی۔

طب و صحت

الرجی

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

جن چیزوں کو جدید تحقیقات سے موسوم کیا جاتا ہے ان میں ایک الرجی (ALLERGY) ہے۔ الرجی ایک ایلوپیتھی اصطلاح ہے جس کا اردو ترجمہ زود حسی کیا جا سکتا ہے۔ الرجی کسی فرد کو کسی خاص چیز سے حساسیت ہے یعنی بعض لوگوں کو بعض چیزیں ناموافق ہوتی ہیں اور ان کے استعمال سے فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ حالانکہ دیگر افراد کے لیے وہ کسی نقصان کا باعث نہیں ہوتیں اور ان چیزوں میں بھی کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ یہی چیزیں دوسرے افراد کے لیے مفید ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر انڈا جو غذائیت سے بھرپور اور اکثر لوگوں کے لیے مفید ہے مگر بعض لوگوں کو انڈا کھانے سے دمہ کی سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تپ کا ہی جو زرگل سے حساسیت کے سبب ہو جاتا ہے اس کی مثال ہے۔ مزید ایگزیما، جسم پر دھپڑ، نزلہ، زکام، چھینکیں، سوجن و دیگر بہت سی شکایات الرجی کا نتیجہ ہو سکتی ہیں۔ الرجی جسم کے کسی بھی حصے پر اثر انداز ہو سکتی ہے، مثال کے طور پر ایک صاحب کو ائیر کنڈیشنر سے الرجی ہے، وہ باہر صحت مند رہتے ہیں مگر دفتر پہنچتے ہی ائیر کنڈیشنر کا ماحول ان کو نزلہ زکام میں گھیر لیتا ہے اور ناک سے پانی بہتا ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگ جو سڑک پر آنے سے گردوغبار کے باعث چھینکوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ناک سے پانی آنے لگتا ہے۔

الرجی کا ایک اور پہلو بھی ہے کہ ہم اکثر اوقات بعض ناپسندیدہ باتیں سننے پر مجبور ہوتے ہیں جس سے جسم میں اشتعال پیدا ہوتا ہے لیکن ہم اس ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہیں کر سکتے۔ اس سے جسم میں گھٹن اور انتقامی جذبہ ابھرتا ہے اور ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ اس سے جسم میں ہسٹامین (Histamine) نامی کیمیائی مادہ پیدا ہوتا ہے جو الرجی میں شدت کا باعث بنتا ہے اور آہستہ آہستہ ایسے لوگ اس قدر زود حس ہو جاتے ہیں کہ معمولی سے معمولی بات الرجی کا باعث بن جاتی ہے۔ الرجی کو خلاف مزاج کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے جس طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شے میرے موافق نہیں، یہی ناموافقت الرجی ہے۔ الرجی کی اصطلاح نے وباء کی سی صورت اختیار کر لی ہے اور اس کا موقع بہ موقع استعمال ماڈرن ہونے کا مظہر بن گیا ہے، کسی قسم کی تکلیف ہوئی فوراً کہہ دیا الرجی ہے، مگر یہ حقیقت ہے کہ الرجی الرجن یعنی حساسیت پیدا کرنے والی اشیاء کا ردعمل ہوتی ہے۔ الرجن ایسی اشیاء کو کہا جاتا ہے جن سے کوئی شخص حساس ہوتا ہے۔ عام الرجن میں مختلف اشیاء زرگل، حشراب الارض یعنی کیڑے مکوڑوں کا کاٹنا یا جلد پر ملا جانا، ان کے بال، بعض اشیاء کا استعمال یا ان کی خوشبو، گردوغبار کی دھونس، کیمیائی اجزاء، بعض دھاتیں اور بعض غذائیں جن میں انڈا، مچھلی، گوبھی، پالک اور آلو شامل ہیں۔ سب سے زیادہ عام الرجن مکانات کی گرد جو چادروں، پردوں، قالینوں میں ہوتی ہے اس سے حساس فرد کو چھینکیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی، فضائل آلودگی بھی عام الرجن ہے۔ کچھ لوگوں کو گرمی اور ٹھنڈک سے الرجی ہوتی ہے۔ جب ان کا ہاتھ ٹھنڈے یا گرم پانی میں جاتا ہے تو سوج جاتا ہے۔ الرجی ایک یا ایک سے زیادہ اشیاء سے بھی ہو سکتی ہے۔

بعض لوگ مختلف رنگوں سے الرجک ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر برطانیہ کی ملکہ الزبتھ سرخ رنگ سے الرجک تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس تقریب میں انہیں جانا ہو وہاں اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ کوئی چیز سرخ نہ ہو یہاں تک کہ گلاب کی سرخ پتیاں تک نچھاور نہ کی جائیں۔ 1960ء میں جب وہ پاکستان کے دورے پر آئیں تو جن راستوں سے ان کو گزرنا تھا ان راستوں سے سرخ عمارتوں کا رنگ تبدیل کر دیا گیا اور عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ گلاب کی پتیاں نہ نچھاور کریں۔

الرجی سے ہمارا واسطہ مختلف ذرائع مثلاً غذا، سانس اور جلد کے ذریعے ہوتا ہے۔ الرجی کی علامات عام طور پر ان حصوں پر ظاہر ہوتی ہیں جو مرض سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں مثلاً زرگل کا زیادہ اثر ناک، آنکھ اور سانس کی نالی پر ہوتا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء سے الرجی کی صورت میں ہونٹ سوج جاتے ہیں، معدہ خراب ہوتا ہے اور جسم پر دھپڑ بن جاتے ہیں۔ دھاتی اشیاء سے الرجی کی صورت میں جلد متاثر ہوتی ہے اور چکنے پڑ جاتے ہیں۔ اگر غذا میں الرجن شامل ہو جائے تو دمہ یا ایگزیما وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ الرجی کی ایک صورت دھاتی زیورات ہیں، ایسی صورت میں جلد پر چھالے پڑ جاتے ہیں اور خارش ہوتی ہے۔ آنکھوں میں الرجی کی صورت میں آنکھوں کے سفیدے میں خارش اور جلن ہوتی ہے اور پانی بہتا ہے۔ الرجی کے مریض بچوں سے لے کر بوڑھوں تک سبھی ہوتے ہیں۔ بعض لوگ اسے نازک مزاجی کہہ کر ٹال دیتے ہیں مگر یہ ایک مرض ہے جو شاعری کی طرح انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ الرجی کا شکار لوگوں کو الرجک کہتے ہیں۔

اسباب: اس کا جواب ہنوز نہیں مل سکا کہ بعض لوگوں کو بعض اشیاء سے الرجی کیوں ہوتی ہے تاہم اس حوالے سے جسم کا دفاعی نظام خاص کردار ادا کرتا ہے۔ یہ دفاعی نظام ضد اجسام (Anti Body) پیدا کرتا ہے اور بیرونی اجزاء سے مقابلہ کرتا ہے، اس کے علاوہ مختلف افراد میں وجوہ مختلف ہوتی ہیں۔

علاج: (Anti Allergy) (انٹی الرجی) ادویہ وقتی سکون دیتی ہیں، یہ علاج نہیں بلکہ مرض سے سکون کی تدابیر ہیں۔ اصل حل یہ ہے کہ الرجن حساسیہ سے بچا جائے اگر الرجی ہو جائے تو غذا کا تجزیہ کیا جائے، غذا میں حساسیت کے لیے معروف اشیاء ایک ایک کر کے ترک کر دیں، اس طرح اندازہ ہو جائے گا کہ کس چیز سے الرجی ہے۔

الرجی کا مرض آئے روز بڑھ رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ نقص تغذیہ، فضائی آلودگی، ذہنی دباؤ کے باعث جسم کے مدافعتی نظام کا کمزور ہونا ہے۔ جسم کے مدافعتی نظام یعنی قوت حیات (Vital Forcer) کو مضبوط کیا جائے اور صحیح تدابیر اسی وقت ممکن ہیں جب الرجک کی الرجن کا صحیح اندازہ ہو جائے۔ نیز اس امر کی کوشش کی جائے کہ جسم کے ان اعضاء معدہ و جگر کی اصلاح کا اہتمام کیا جائے جو کسی چیز کو صحیح قبول نہیں کرتے اور الرجی ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان اشیاء میں کوئی نقص نہیں ہوتا بلکہ جسم میں ایسا کوئی نقص ہوتا ہے جس سے الرجی ہوتی ہے۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی
مطب ہمدرد سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
042-35419788

''سیرت انسائیکلوپیڈیا''.....تقریب رونمائی

سیرت انسائیکلوپیڈیا کی تقریب رونمائی گذشتہ دنوں دارالسلام ریسرچ سنٹر لاہور میں منعقد ہوئی ،اس تقریب سعید کے مہمان خصوصی وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار محمد یوسف اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر تھے۔تقریب میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجاہد کامران، جماعت اسلامی کے مرکزی جنرل سیکرٹری لیاقت بلوچ، حافظ عبدالسلام بن محمد، پروفیسر محمد یحییٰ، دارالسلام کے ایم ڈی عکاشہ مجاہد، طلحہ مجاہد، پروفیسر ظفر اقبال، ڈائریکٹر اوقاف طاہر رضا بخاری، جسٹس (ر) عبدالحفیظ چیمہ، مولانا محمد یونس بٹ سمیت علماء وکلاء اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

تقریب سعید کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور ہدیہ نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔دارالسلام کے جنرل مینجر حافظ عبدالعظیم اسد نے مہمانان گرامی کو سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ دارالسلام گذشتہ 28 برس سے بلاتفریق مسلک پوری دنیا میں قرآن وسنت کا پیغام پہنچا رہا ہے۔ ''سیرت انسائیکلوپیڈیا سیکشن'' کے ہیڈ ابراہیم کیلانی اور مولانا محمد عثمان منیب نے کتاب کی تیاری کے مراحل سے آگاہ کرتے ہوئے حاضرین وسامعین کو بتایا کہ یہ کتاب سیرت کے ساتھ ساتھ ہزاروں احادیث کا مجموعہ بھی ہے جس وجہ سے اسے فقہ کی کتاب بھی کہا جاسکتا ہے۔وفاقی وزیر سردار محمد یوسف کا کہنا تھا کہ دارالسلام اس وقت اسلام کے غلبہ اور احیاء کی عالمی تحریک بن چکا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ عبدالمالک مجاہد پاکستان کے قابل فخر سپوت ہیں ان کی وجہ سے پوری دنیا میں پاکستان کا نام روشن ہورہا ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر پروفیسر ساجد میر کا کہنا تھا کہ سیرت طیبہ بہت ہی اہم اور بابرکت موضوع ہے۔ یہ موضوع جس قدر اہمیت اور فضیلت کا حامل ہے بدقسمتی سے مسلمان اس موضوع سے اسی قدر بے اعتنائی و بے رغبتی برت رہے اور اسے شایان شان طریقے سے دنیا کے سامنے پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں جس وجہ سے مغرب کو رسالت مآب ﷺ کے خاکے اور کارٹون بنانے کی جسارت ہوئی۔ رسالت مآب ﷺ کے خاکے بنانا جہالت اور سیرت طیبہ سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔سو ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت رسول کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے ۔اس موضوع پر کتابیں لکھی جائیں شائع کی جائیں اور انہیں پوری دنیا میں پھیلایا جائے۔ سیرت انسائیکلوپیڈیا کے حوالے سے دارالسلام نے جو کام کیا وہ وقت کی اہم ضرورت تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام مسلمان حکمرانوں اور حکومتوں کے کرنے کا تھا جو دارالسلام نے تن تنہا کیا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجاہد کامران نے عبدالمالک مجاہد کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ دارالسلام نے دینی کتابوں کی طباعت واشاعت کا معیار اتنا خوبصورت اور جاذب نظر بنا دیا ہے کہ لوگ خود بخود ان کتابوں کو پڑھنے کے لئے متوجہ ہو رہے ہیں۔آج مسلمانوں کے زوال کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مقام اور علمی ورثے کو بھول چکے ہیں۔ مقام شکر ہے کہ دارالسلام مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا مقام یاد دلا رہا اور علم وعمل سے ان کا رشتہ مضبوط کررہا ہے۔

دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر عبدالمالک مجاہد کا کہنا تھا کہ سیرت انسائیکلوپیڈیا کی تصنیف میرا دیرینہ خواب تھا جو میری والدہ کی دعاؤں ،علمائے کرام کی رہنمائی اور میری ٹیم کی شبانہ روز محنت سے مکمل ہوا۔میرے لئے یہ بات باعث افتخار ہے کہ آج دارالسلام کا شمار دنیا کے چند ایک بڑے دینی کتب کے اشاعتی اداروں میں ہوتا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ موجودہ دور علم اور تحقیق کا ہے ''تحقیق'' ایک چیلنج ہے اور ہم نے اس چیلنج سے عہدہ برآ ہونے کا عزم کر رکھا ہے۔ ہمارا عزم مصمم ہے کہ دین اسلام کے تمام پہلوؤں اور موضوعات پر تحقیق وتصنیف کا عمل جاری رہے گا۔

جس بابرکت کتاب کی خاطر یہ تقریب سعید سجائی گئی یقیناً اس کتاب کے تعارف وتذکرہ کے بغیر یہ مضمون نامکمل وتشنہ رہے گا۔ گیارہ جلدوں پر مشتمل سیرت انسائیکلوپیڈیا رنگین خوبصورت آرٹ پیپر سے مزین اور بیروت کی اعلیٰ طباعت کا شاہکار ہے۔اردو ادب میں اپنی نوعیت کا منفرد یکتا اور روشن کارنامہ ہے۔رنگین خاکوں اور تصاویر سے مزین ہے ۔سیرت طیبہ سے متعلقہ آیات کی خطاطی بہت ہی خوبصورت اور بے مثال ہے۔زبان نہایت ہی سلیس، رواں اور شگفتہ و بامحاورہ ہے۔اس کی ایک ایک سطر مستند اور پوری چھان بین کے بعد تحریر کی گئی ہے۔ سیرت سے متعلقہ تمام تر واقعات قرآن مجید، صحیح احادیث اور سیرت وتاریخ کی مستند کتب سے باحوالہ ماخوذ ہیں۔

اس عظیم اور شاہکار کتاب کی تیاری پر بلاشبہ ادارہ ''دارالسلام'' عبدالمالک مجاہد اور ان کی ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے۔

رپورٹ: شاہد منیب تیاری

حج پالیسی 2016ء

وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار محمد یوسف نے حج پالیسی 2016ء کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ رواں سال ایک لاکھ 43 ہزار 268 پاکستانی حج کی سعادت حاصل کریں گے۔ سرکاری سکیم کے تحت 86 ہزار 21 اور پرائیویٹ سکیم کے تحت 57 ہزار 347 حجاج کرام حج کی سعادت حاصل کریں گے۔ سرکاری سکیم کے تحت حج درخواستیں 18 سے 26 اپریل تک وصول کی جائیں گی۔قرعہ اندازی 29 اپریل کو ہوگی۔تمام حجاج کرام کو مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ' کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ اور میڈیکل سرٹیفکیٹ لازمی جمع کرانا ہوگا۔ حج پالیسی 2016ء کا اعلان کرتے ہوئے وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار محمد یوسف نے کہا کہ سرکاری سکیم کے تحت حج درخواستیں 18 سے 26 اپریل تک وصول کی جائیں گی۔ حج درخواستیں 8 بنکوں کی مخصوص برانچوں میں وصول کی جائیں گی۔حرم پاک میں توسیع کے کام کی وجہ سے پاکستان کے حج کوٹہ میں 20 فیصد کمی برقرار رہے گی۔ عازمین حج کی ایئرپورٹ پر جوس' پھلوں اور سینڈوچز سے تواضع کی جائے گی۔ قیام وطعام اور ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر ہوگی۔ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے کہا کہ ہماری کوشش ہوگی کہ حجاج کرام کا سامان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے بک ہو جائے۔ جنوبی ریجن' سندھ اور بلوچستان کے لیے 2 لاکھ 61 ہزار 941 روپے اخراجات ہوں گے۔شمالی ریجن' پنجاب اور خیبر پی کے کے لیے حج اخراجات 2 لاکھ 70 ہزار 941 روپے ہوں گے۔شمالی زون حج کرایہ 98 ہزار 00 سے کم کر کے 95 ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ جنوبی زون کے لیے حج کرایہ 89 ہزار 700 سے کم کر کے 86 ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔گزشتہ روایت کے مطابق اس سال بھی کسی کو مفت حج نہیں کرایا جائے گا۔انہوں نے کہا کہ گزشتہ پانچ سال میں حج کرنے والے اہل تصور نہیں ہوں گے۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے 500 میٹر کی حدود میں حجاج کرام کو ٹھہرائیں گے۔حجاج محافظ سکیم تکافل کی بنیاد پر اس سال بھی جاری رہے گی۔

اخبار الجماعۃ

ایڈیٹر کے نام

مکرمی مدیر ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے دفاتر ماشاء اللہ 106 راوی روڈ لاہور کے بڑے اہم مقام پر قائم ہیں۔ سب سے اہم دینی اداروں میں اللہ کریم کا گھر مسجد ہوتی ہے' اس مسجد میں ہر مسلمان اپنے گناہوں کی معافی اور اپنے درجات میں اضافے کے لیے گڑگڑاتا ہے۔ نماز پنجگانہ اور جمعۃ المبارک کا خطبہ سننا اور نماز ادا کرتا ہے۔ الحمد للہ! مرکزی دفاتر کے ساتھ ملحقہ مسجد بھی ہے جو اب نئی تعمیر اور نفیس ذوق تعمیر کے جذبات سے خوب آراستہ وپیراستہ کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے کہ جس نیک اور اعلیٰ سیرت خاتون نے اس کی تعمیر کے اخراجات برداشت کیے اور اپنے نامۂ اعمال میں بہترین اضافہ بھی کر لیا یعنی حدیث شریف کے مصداق [من بنی لله مسجداً بنی الله له بیتا فی الجنة] کہ ''جس نے اللہ کی خوشنودی کے لیے مسجد بنائی اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔''

یکم اپریل ۲۰۱۶ء کو امیر محترم جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطبہ اس مسجد میں ہوا۔ راقم تو بسیار کوشش کے باوجود جمعہ میں شرکت نہ کر سکا لیکن دفتر الاعتصام سے چھٹی کر کے واپس گھر جاتے ہوئے 106 راوی روڈ پر نماز مغرب ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق سے نوازا۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے گھر ہوتی ہیں' یہ مسجد بھی بڑی خوب صورت اور نفیس طرز تعمیر سے آراستہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ بڑے کھلے صحن اور نفیس قالین سے بھی مزین ہے۔ معلوم ہوا رہا تھا کہ مسجد کے نیچے بھی تہہ خانہ بنایا گیا ہے مگر راقم نے صحن میں نماز مغرب ادا کی اور دیر تک اللہ کریم سے دعا بھی مانگی کہ اے اللہ! یہ کعبۃ اللہ کی بیٹی (مسجد) اتنی خوب صورت ہے تو تیرا گھر بیت اللہ شریف اور صحن حرم کتنا خوب صورت ہوگا۔ اے اللہ! اپنے فضل وکرم سے اپنا گھر بیت اللہ اور حرم نبوی شریف بھی دکھا اور بے شک اللہ کریم قادر بھی ہے اور قدیر بھی ہے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ بہرحال بات ہو رہی تھی اہل حدیث مرکز 106 راوی روڈ کی نو تعمیر شدہ مسجد کی اور اس کی نفاست کی تو جو بھی بندہ اس مسجد میں جائے گا وہ خود اس کی نفاست اور خوب صورتی کو سراہے بغیر نہ رہ سکے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں اور قائدین مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ودیگر احباب جماعت کو اپنی رحمتوں' برکتوں اور انعامات خصوصی سے نوازے' اللہ کریم ہمیں اپنے گھر بیت اللہ اور مسجد نبوی میں بھی نمازیں پڑھنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین یارب العالمین!.....والسلام مع الاکرام!

محمد سلیم چنیوٹی' مینیجر ہفت روزہ الاعتصام۔ لاہور

ایڈیٹر کے نام

مکرمی مدیر ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک معمر انسان ہوں' تحریک پاکستان کے جلسوں' جلوسوں میں شرکت کی' اس وقت صرف یہ نعرہ لگایا جاتا تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا.....لا الہ الا اللہ''۔ 1947ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا لیکن آج تک اسلام کے نفاذ کے لیے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ بار بار سیاستدان جن کا تعلق مختلف جماعتوں سے تھا برسر اقتدار آتے رہے لیکن کسی نے بھی پاکستان کے بنیادی حصول کی طرف توجہ نہیں دی۔ قیام پاکستان کے بعد 1948ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تنظیم عمل میں آئی جس کی قیادت مولانا سید محمد داود غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کو سونپی گئی۔ میں اس وقت سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کا رکن ہوں اور آج تک بلکہ مرتے دم تک اسی میں (ان شاء اللہ) رہوں گا کیونکہ اسلام پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ ہمارے جید علماء نے ہمیشہ کتاب وسنت کی ترویج اور نشر واشاعت کے لیے کام کیا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مملکت کو اس کے بنیادی نظریے کی طرف لے جایا جائے وگرنہ ملک کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لیے سب کا فرض بنتا ہے کہ ملک میں نفاذ اسلام اور ملک کی سالمیت وبقا کے لیے کوشش کی جائے۔ میں مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے نوجوانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو نفاذ اسلام کے لیے کوشاں ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ دوسری دینی جماعتوں کو بھی ساتھ لے کر ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کے لیے بھرپور کام کیا جائے تاکہ دارین میں کامیابی حاصل ہو سکے۔ موجودہ حکومت نے حقوق نسواں کے نام سے جو بل نافذ کیا ہے وہ اسلام کے یکسر خلاف ہے لہٰذا اس بل کے خاتمہ کے لیے جماعت کو بھرپور جدوجہد اور تحریک چلانی چاہیے۔

(مولوی) محمد صدیق امیر مرکزی جمعیت ضلع ایبٹ آباد

سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس

10ویں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس' 21 مارچ 2016ء بروز سوموار بعد نماز عشاء بمقام قائداعظم پارک لاہور روڈ بورے والا' زیر اہتمام مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع وہاڑی منعقد ہوئی' صدارت حافظ غلام اللہ محمدی صاحب امیر وہاڑی نے کی۔ کانفرنس' خطابات' انتظامات اور حاضری کے اعتبار سے بے حد کامیاب رہی۔ نقابت کے فرائض محمد بلال ثاقب ناظم ضلع وہاڑی نے سرانجام دیے۔ قاری سراج الدین شہاب (وہاڑی) نے تلاوت قرآن پاک فرمائی' حمد ونعت بورے والا کے مولانا عمر فاروق نے پیش کی۔ مولانا بہادر علی سیف صاحب (سمندری) نے سیرت النبی ﷺ اور شان صحابہ کرام' مولانا عبدالرشید حجازی ناظم تبلیغ پاکستان نے محبت رسول ﷺ' پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اغراض ومقاصد' مولانا عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند مولانا مسعود اظہر' جناب سید سبطین شاہ نے صداقت مسلک اہل حدیث کے عنوانات پر شاندار خطابات فرمائے۔ کانفرنس کی کامیابی کے لیے حافظ مقصود احمد صاحب الہ آباد کالونی' چوہدری عبدالواحد امیر تحصیل میلسی' مولانا محمد یٰسین امیر بورے والا' حافظ ابوبکر صدیق طاہر ناظم بورے والا' جناب احمد کامران نائب امیر وہاڑی' حافظ نعمت اللہ عاجز ناظم تبلیغ بورے والا' قاری عبداللہ طیب سینئر نائب امیر وہاڑی' ڈاکٹر عامر رشید ناظم مالیات وہاڑی' حافظ خورشید اور حافظ شہباز خورشید سینئر نائب امیر بورے والا کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔

منجانب: ناظم نشر واشاعت ضلع وہاڑی

درس قرآن مجید

مرکز منہاج الاسلام اہل حدیث سٹی رحیم یار خاں میں بعد نماز عصر تسلسل کے ساتھ دروس قرآن میں 25ویں پارہ کی تکمیل پر تحصیل رحیم یار خاں کے زیر اہتمام درس قرآن ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا شفقت رسول رندھاوا (پرنسپل امام بخاری یونیورسٹی آف لیہ) نے عالمانہ وفاضلانہ خطاب فرمایا۔ سامعین کا جم غفیر تھا۔ تحصیل کے امیر مرزا افتخار بیگ' ناظم تحصیل ثناء اللہ شاہد قصوری' ناظم مالیات رانا عبدالماجد ندیم' ناظم وکلاء سلفیہ جناب زاہد فاروق سانگی' مرکزی رہنما حاجی محمد اشرف شیخ' ناظم شعبہ خدمت خلق چوہدری محمد شعبان نے خصوصی شرکت کی۔ درس قرآن کا پروگرام ہر طرح سے نہایت ہی کامیاب رہا۔ الحمد للہ!

منجانب: صاحبزادہ ثناء اللہ شاہد قصوری رئیس مرکز ہذا

جامع مسجد قباء اہل حدیث کی افتتاحی تقریب

صابر کالونی ساہیوال میں مؤسسہ سنابل الخیریہ کے تعاون سے تعمیر ہونے والی جامع مسجد قباء اہل حدیث کی افتتاحی تقریب مؤرخہ 12 اپریل 2016ء بروز منگل بعد نماز ظہر شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی کی صدارت میں منعقد ہوئی' نقابت کے فرائض مولانا حافظ عبدالجبار زاہد نے انجام دیے جس میں تلاوت کلام پاک محمد سفیان اور حافظ شہباز احمد عزیزی نے کی اور نعتیہ کلام مولانا محمد اقبال گجر اور قاری عمر فاروق مکی نے پیش کیا۔ اس کے بعد خطابات میں مولانا شاہد اقبال ظہیر' مولانا امجد فاروق عدیل' مولانا محمد یوسف عابد' مولانا محمد امین شاہد ماموں کانجن' مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی' مولانا حافظ عبیدالرحمن یزدانی' مولانا محمد ابراہیم محمدی وزیر آباد' قاضی ریاض قدیر ماموں کانجن' مولانا احمد یار صدیقی' قاری عبدالحمید صدیقی بہاولنگر' مولانا عبدالرشید حجازی ماموں کانجن اور میاں محمد جمیل آف لاہور نے خطابات کیے جب کہ خصوصی دعا مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی نے کروائی۔ اس افتتاحی تقریب میں قاری نذیر احمد امیر شہر ساہیوال' مرزا محمد سلیم ناظم شہر اور دیگر علماء نے شرکت کی تمام شرکاء کے اعزاز میں پرتکلف ظہرانہ پیش کیا گیا۔

منجانب: قاری محمد حسن سلفی' مہتمم جامع مسجد ہذا

نامزدگیاں

قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی صدر ASF پاکستان نے ساتھیوں کی مشاورت سے درج ذیل نامزدگیاں کی ہیں: (۱) محمد عثمان کمبوہ نائب صدر ASF پاکستان (۲) محمد عبدالحفیظ یعقوب سینئر نائب صدر ASF پنجاب (۳) حافظ محمد زبیر ڈپٹی سیکرٹری ASF پنجاب (۴) حافظ محمد یوسف آرگنائزر ASF ضلع فیصل آباد (۵) محمد عثمان یزدانی جنرل سیکرٹری ASF ضلع شیخوپورہ (۶) محمد حذیفہ حیدر آرگنائزر ASF وہاڑی (۷) محمد حبیب الرحمن انچارج سائبر ٹیم ASF لاہور

حافظ صفوان احمد فاروقی پریس سیکرٹری ASF پاکستان

اظہار تعزیت

گذشتہ روز مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رینالہ خورد کی شوریٰ کے رکن مولانا محمد زکریا صاحب کے والد محترم قضاء الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نہایت ہی ملنسار تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! مقامی جماعت ان کے غم میں شریک ہے۔

شریک غم: محمد یونس عتیق' ناظم تحصیل رینالہ خورد

انتقال پر ملال

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع لاہور کی کابینہ کے اہم رکن میاں محمد عتیق گذشتہ دنوں اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعت کے انتہائی سرگرم رکن تھے اور ہمیشہ بے لوث خدمات انجام دیتے رہے۔ جوانی کے ایام میں ہی بہت عبادت گزار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے' مسلک کو جب بھی ضرورت پڑی بہادری اور دلیری کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مساجد کا دفاع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میاں عتیق مرحوم کو اتنی خوبیوں سے نوازا تھا کہ قلم میں اتنی سکت نہیں کہ اس کا احاطہ کر سکوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی آخرت کی زندگی میں جنت الفردوس کی مہمانی عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نماز جنازہ مولانا رانا محمد نصر اللہ خاں نے پڑھائی' علماء کرام اور عوام کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔

دعا گو: امتیاز احمد مجاہد

خطبہ جمعۃ المبارک

8 اپریل 2016ء کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد روضۃ الجنۃ کی روڈ فیروز وٹواں میں فضیلۃ الشیخ جناب حافظ ڈاکٹر مسعود عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ تعالیٰ نے شان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔ شیخ صاحب کا خطاب انتہائی جاندار' شاندار تھا جسے حاضرین نے بے حد سراہا۔ جمعہ حاضری اور انتظامات کے لحاظ سے کامیاب رہا۔

منجانب: محمد عمران مجاہد' فیروز وٹواں (شیخوپورہ)

پیغام فری میڈیکل کیمپ

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے زیر اہتمام پہلا 15 روزہ پیغام فری میڈیکل کیمپ اختتام پذیر ہو گیا۔ میڈیکل کیمپ تحصیل گوجرہ کے مختلف دیہاتوں اور شہری آبادیوں میں لگایا گیا جس کی نگرانی تحصیل گوجرہ کے امیر حافظ محمد اسلم جٹ اور اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل گوجرہ کے فنانس سیکرٹری حافظ عبدالباسط نے کی۔ کیمپ میں مجموعی طور پر 4500 مریضوں کا فری چیک اپ اور فری ادویات دی گئیں۔ تحصیل گوجرہ کے عوام نے مذکورہ کیمپ کے انعقاد پر حافظ محمد اسلم جٹ اور ان کی ٹیم کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی ایسے کیمپ کا انعقاد کیا جائے گا۔

منجانب: محمد سرفراز حسن' ناظم نشر واشاعت تحصیل گوجرہ

تقریب تکمیل قرآن مجید

28 مارچ کو مرکز تعلیم القرآن والحدیث خالد نگر 18 جیڈی جبوکہ روڈ اوکاڑہ میں حافظ شہزاد نواز کے قرآن مجید کی تکمیل کے موقعہ پر سینئر نائب امیر پنجاب حافظ ظفر اللہ خاں صاحب (داد فیاضانہ) اور حافظ زبیر احمد مجاہد صاحب تشریف لائے۔ حافظ ظفر اللہ خاں نے آخری سبق سنا اور نماز عصر کے بعد درس قرآن دیا۔ مرکز کے خوبصورت ماحول کو دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا' ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

منجانب: قاری مظہر اقبال عابد ناظم مرکز

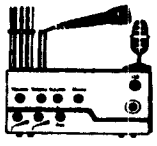

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

محمد ذیشان ربانی 0343-6007696

فون نمبر 055-4212801, 4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر ملکنگ)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں گوجرانوالہ

نفاذِ اسلام سیمینار

مرکزی جمعیت اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل تاندلیانوالہ کے زیر اہتمام مرکز الفتح اہل حدیث تاندلیانوالہ میں 27 مارچ 2016ء بروز اتوار ''نفاذِ اسلام سیمینار'' منعقد ہوا جس کا آغاز صبح 9 بجے حافظ عادل یعقوب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا اور اختتام محترم قاری محمود الحسن بڈھیمالوی کی دعائے خیر سے ہوا۔ مولانا محمد منشاء ضیاء مولانا قاری محمد حسین بلوچ، مولانا قاضی ریاض قدیر، مولانا عبدالرشید حجازی، ڈاکٹر طارق عباس، میاں محمود عباس نے خطابات فرمائے۔ نقابت کا فریضہ ڈاکٹر محمد عباس طور نے انجام دیا۔ مقررین نے ڈویژنل بیداری ملت کانفرنس 9 اپریل 2016ء کو کامیاب کرنے پر بھی زور دیا۔ اور 15 بسوں کا قافلہ لے جانے کا اعلان کیا گیا۔ علاقہ بھر سے علماء کرام، خطباء عظام اور احباب جماعت بھاری تعداد میں سیمینار میں شریک ہوئے۔

حافظ محمد زاہد ناظم نشرواشاعت AYF تحصیل تاندلیانوالہ

اظہارِ تعزیت

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے رہنماؤں وذمہ داران ڈاکٹر محمد حسن، مولانا عبدالقادر عثمان، حافظ محمد اسلم جٹ، میاں محمد افضل، ملک محمد اسلم آزاد، محمد سرفراز حسن ودیگر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد کے رہنما چوہدری کاشف نواز رندھاوا کے والد محترم چوہدری محمد نواز رندھاوا کے انتقال پر اظہار تعزیت، دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن، ناظم نشرواشاعت تحصیل گوجرہ

خوشخبری

مشکوٰۃ المصابیح

(کامل ۵ جلد)

غزنوی ترجمہ وحواشی

للشیخ الامام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: مولانا سید محمد عبدالاول الغزنوی رحمہ اللہ — تسہیل وتخریج: حافظ محمد امین البیرلوی رحمہ اللہ — تحقیق وتحکیم: حافظ محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ

حکم الحدیث: علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ — تخریج الحدیث: الشیخ بسام عبدالوہاب الجابی رحمہ اللہ

اعلیٰ ایڈیشن قیمت -/5200 — رعایتی قیمت -/2600 — خصوصی قیمت -/2100 — مالدہ طالبات خصوصی

(1) -/500 روپے برائے صدقہ ایصال ثواب سے شامل کیے جائیں گے۔ (معاون کے والد محمد حسن رحمہ اللہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں)

(2) یہ پیکیج محدود مدت اور محدود رقم کے لیے ہے۔ (3) مدارس وطلباء کے لیے 5 سیٹ پر بلٹی خرچہ بذمہ ادارہ

اسلامی کتب خانہ
ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
Email:qudratullahasad7467@gmail.com
0346-7467125;.0335-6439701 مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں:

مکتبہ البانیہ
E:mail;maktabah_muhammadia@yahoo.com
Mob.: 0302-4967184; 0300- 4826023, 042- 37114650

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

مکمل ایمپلی فائر خودتیار کردہ دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوہر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ وشعبہ زرعہ گوجرانوالہ
0345-6213064

دکھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت اتائی معالجین کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذائی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی پیچش ہوں اور تکے کباب روسٹ بروسٹ وغیرہ کھائے جائیں اور پھر شفاء کی اُمید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تزابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب ونظر کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی وغیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں اور دو ایوارڈ ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدانخواستہ آپ یا آپ کے جاننے والا کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفائے کاملہ وعاجلہ ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے

جس لیبارٹریز سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

عصابہ	حواس باختہ ہونا	منہ کے چھالے	پچکی	خاموش جنون	تکسیر	بلڈ پریشر	السر
شقیقہ	سکتہ	منہ سے بدبو	شوگر	تلخ جنون	کیرہ	دل کا ڈوبنا	اماس
بے خوابی	اندھراتا	رال بہنا	سوکڑا	اعضاء کا سن ہونا	دمہ	دل کا درد	دائمی قبض
نسیان	نظر کمزوری	لکنت	یول بستری	سرسام	تپ دق	دل کا دورہ	آنتوں کے زخم
سر چکرانا	بہرا پن	جلد کا پھٹنا	مرگی	ٹینشن	ٹی بی	دل کا والو بند ہونا	سنگر ہنی
خواب میں ڈرنا	بند نزلہ	بھوک بند ہونا	رعشہ	کڑل پڑنا	کالی کھانسی	بھوک کی زیادتی	قولنج

کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں
ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

یو بی ایل مکمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0975-228985374

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
03457545119 9

رابطہ نمبر
0345-7545119
0313-7545119

www.hakeemkarimBhatti.com حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے اہم اعلان

بارہ (12) کتابیں مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے دینی واصلاحی درج ذیل 12 کتابیں مفت زیر تقسیم ہیں۔

- پیارے نبیؐ کی پیاری سنتیں
- پیارے نبیؐ کی پیاری نماز
- شادی بیاہ کے مسنون طریقے
- مسلک اہل حدیث پر ایک نظر
- مسنون رکعت تراویح
- طریقہ طہارت وصلوٰۃ
- اثبات رفع الیدین
- مسائل رمضان المبارک
- آداب نماز
- مسائل زکوٰۃ
- قرآنی ومسنون دعائیں
- حرز اعظم

خواہشمند حضرات مبلغ پچاس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں اور تبلیغ دین کو عام کریں۔

ادارہ ہذا کی طرف سے مسلک اہلحدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل بسات اشتہارات کا مکمل فورکلر مدلل سیٹ زیر تقسیم ہے۔ ملک کی تمام مساجد اہلحدیث کے منتظمین حضرات مذکورہ سیٹ منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد میں آویزاں کریں۔

مسائل حقہ کی ترویج کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ فریم کروا کر آویزاں کرنے کے وعدے پر مکمل سیٹ بالکل مفت بھیجا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

نوٹ دینی لٹریچر کی تقسیم 15 شعبان تک جاری رہے گی۔ رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان 0333-8556473

الفاظ، گردانیں اور مسجع کلام سے بھرپور اور بے تحاشہ قیمتی معلومات اور عمدہ اشعار کے ساتھ

منفرد انداز خطابت کی شاندار تحریروں کا مجموعہ

شانِ ربِ ذوالجلال و پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثال

الحمدللہ

شائع ہو چکی ہے

تالیف

خادم العلم والعلماء

255 صفحات

محی الدین کنگن پوری

آف اوکاڑہ

رہنما مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

فل رعایتی قیمت صرف

150 روپے

0301-7354699

احباب جماعت اپنے اپنے علاقہ کے مکتبہ سے رابطہ کریں

ملنے کا پتہ **مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور**

مولانا سرور عاصم 0300-8661763

Amir Javed (021-6686322

خوشخبری

سال 2015ء

سیرۃ امام اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس

12 نومبر کو اوکاڑہ میں ہوگی

جس میں ملک کے نامور جید علماء کرام خطابات فرمائیں گے (ان شاء اللہ)

احباب جماعت تاریخ نوٹ فرمالیں۔

نوٹ:

احباب جماعت خطباتِ جمعۃ المبارک و تبلیغی جلسہ جات کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں

0301-7354699

منجانب

عبدالرزاق مغل۔ محمد منشاء قادری۔ بابر علی محمدی۔ حافظ سہیل احمد شاکر

اے اللہ!
ہمیں حرمین شریفین کی
زیارت نصیب فرما۔
آمین

حرمین شریفین میں اعتکاف کیجئے

ماہِ رمضان المبارک کے لئے

فوری بکنگ کروائیں

تمام ایئر لائنز کی سستی ٹکٹیں حاصل کریں

کنفرم ٹکٹ • ٹرانسپورٹ • رہائش

ALHUNAAIN
PRINTERS
0332 4027740

گورنمنٹ سے منظور شدہ ادارہ جو 26 سال سے آپکی خدمت میں مصروف عمل ہے

بکنگ شروع

ہیڈ آفس
بالمقابل لیڈیز ہیلتھ سنٹر فاروق آباد
0300 4236407/0301 4966505.056 3877266

برانچ آفس
مِیاں سنٹر بالمقابل ایم سی بی بنک ستیانہ روڈ جھال فیصل آباد
0321 0333 6662422 - 041 8557315

برانچ آفس
زبیر سپرے سنٹر بالمقابل علی میرج ہال نزد لالہ پاک پمپ کھڈیاں خاص
0301 6837566 / 0334 4356170 / 0301 6814942

پُرسکون حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ایک بااعتماد نام

کاروان انٹرنیشنل ٹریولز اینڈ ٹورز

الحدیبہ

Govt. Lic 3968

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئیے! گھر بیٹھے بذریعہ خط و کتابت

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری زبان سیکھیے

عربی بول چال کورس

زیر نگرانی:
محترم فضیلۃ الشیخ
حافظ صلاح الدین یوسف
مفسرِ قرآن مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان

مدت کورس: صرف **2** ماہ
برائے حضرات و خواتین

داخلہ جاری ہے

کورس کی تکمیل پر زبردست انعامی پیکج

1st	فرسٹ پوزیشن	25,000/- پچیس ہزار روپے	کی کتابیں + گولڈ میڈل
2nd	سیکنڈ پوزیشن	15,000/- پندرہ ہزار روپے	کی کتابیں
3rd	تھرڈ پوزیشن	10,000/- دس ہزار روپے	کی کتابیں

نوٹ! طلبہ و طالبات کی الگ الگ پوزیشنیں ہوں گی

خصوصیات کورس

- انتہائی آسان اور دلچسپ مکالماتی انداز
- جدید کلمات اور محاورات کی خصوصی مشق
- عرب ممالک جانے والے ملازمت کے خواہش مند افراد کے لیے مکمل گائیڈ بک
- عربی بطور مضمون پڑھنے والے طلبہ و طالبات کے لیے بہترین معاون

خوشخبری

حج و عمرہ کا باسعادت سفر

کرنے والے حضرات و خواتین کے لیے

عربی زبان سیکھنے کا سنہری موقع

نوٹ! کورس کے ساتھ راہنمائے حج و عمرہ کتاب مفت

کورس منگوانے کے لیے اپنا نام اور مکمل پتہ درج ذیل نمبرز پر sms کریں

قاری عبدالحفیظ ثاقب مدیر فہم دین انسٹی ٹیوٹ
0300/0332-8808064
sms کرتے وقت متعلقہ کورس کا نام ضرور لکھیں

مکمل کورس + ڈاک خرچ + رجسٹریشن فیس صرف -/1,000 روپے

فہم دین انسٹی ٹیوٹ مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ پاکستان
0300/0332-8808064, 0332-5242338, 0300-8196284

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

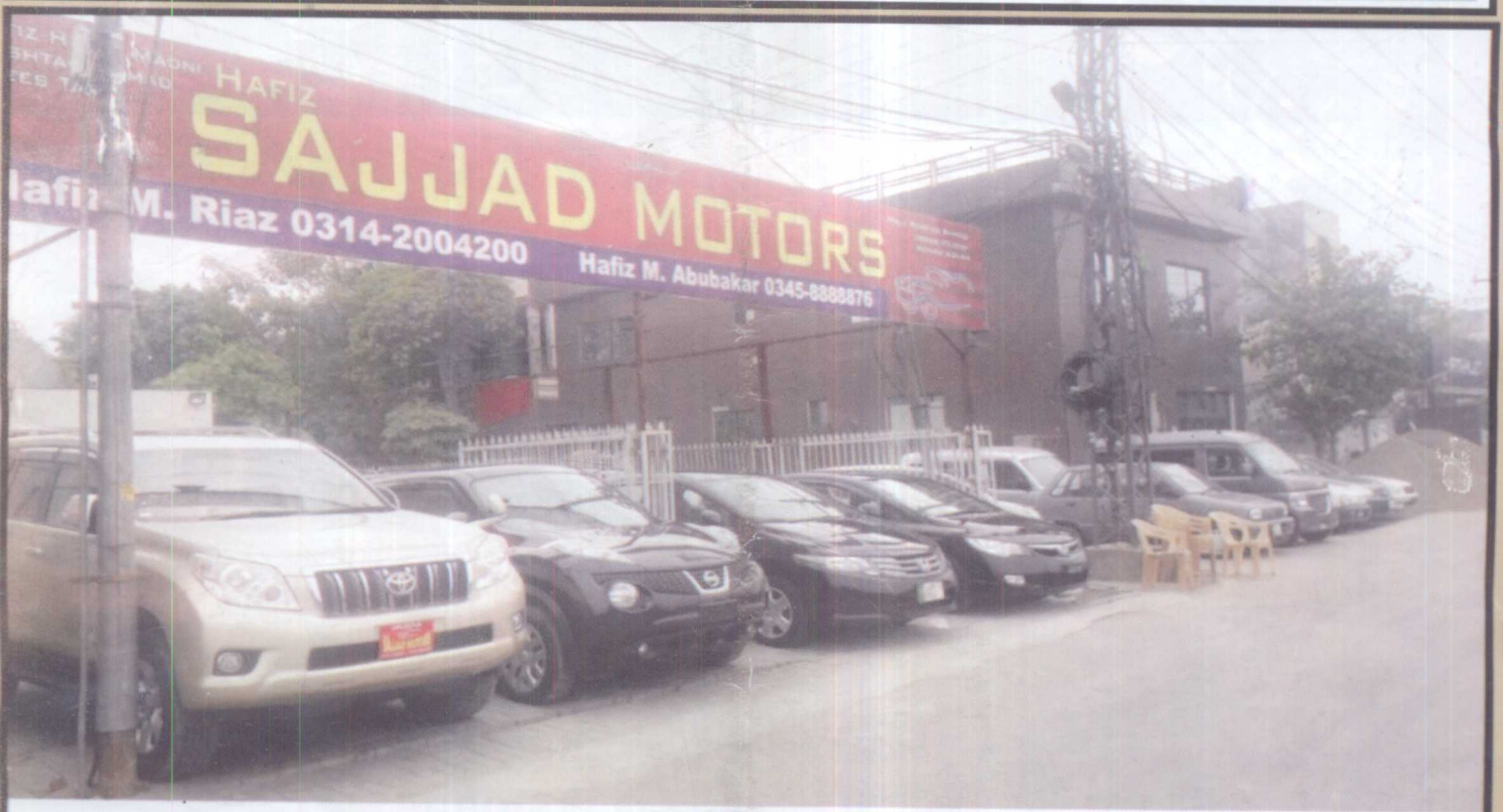

ہر قسم کی لوکل اور جاپانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ

حافظ سجاد موٹرز

595-A مولانا شوکت علی روڈ فیصل ٹاؤن لاہور

0345-6666617
0314-2004200